تنظیم اسلامی کا ترجمان

31

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
29واں سال

4تا10 صفر المظفر 1442ھ/22تا28 ستمبر 2020ء

دینی ہیئتِ اجتماعیہ کے خلاف شیطان کے ہتھکنڈے

دینی مقاصد اور بالخصوص اقامت دین کے لیے جو بھی ہیئتِ اجتماعیہ وجود میں آتی ہے وہ یقیناً شیطان کی دشمنی کے لیے اور اسے للکارنے کے لیے ہی وجود میں آتی ہے' لہٰذا شیطان کے حملے کا سب سے بڑا نشانہ اور ہدف بھی وہ اجتماعیت ہی بنتی ہے۔ اس پہلو سے غور کیا جائے تو شیطان کے حملہ آور ہونے کے مختلف راستے ہیں۔

اوّلاً اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس ہیئتِ اجتماعیہ میں شریک ہر فرد کے دل میں وسوسہ اندازی کرے اور اس کے نفسانی داعیات اور محرکات کو مشتعل کرے۔ یہ کوشش تو شیطان ہر فردِ نوعِ بشر کے لیے کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے اشخاص کے لیے جو کسی ایسی اجتماعیت میں شریک ہوں جو شیطان کو للکارنے کے لیے وجود میں آئی ہو' اس کی یہ کوششیں دو چند ہو جاتی ہیں۔

پھر اس سے آگے بڑھ کر وہ اِن لوگوں کے باہمی رشتے کو کمزور کرنے' ان کی جمعیت میں رخنے ڈالنے' ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف بدگمانیاں پیدا کرنے اور ایک دوسرے کے خلاف دلوں میں کدورت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے' تاکہ یہ بنیانِ مرصوص نہ بن سکیں' ان کے مابین ایک دوسرے کے خلاف غلط فہمیاں پیدا ہوں اور ایک دوسرے سے بغض اور عداوت پیدا ہو جائے۔

تیسری کوشش اس کی خاص طور پر یہ ہوتی ہے کہ اس اجتماعیت کے نظم کو بگاڑے اور اس نظم میں امیر اور مامورین کے مابین جو ربط و تعلق ہے' اسے خراب کرے۔ اصل میں تو امیر اور مامورین کے مابین یہ تعلق ہی ہے جو کسی نظم کے مؤثر ہونے میں سب سے زیادہ مفید ہے اور یہی چیز فیصلہ کن بھی ہے۔ شیطان کا تیسرا حملہ اس تعلق کو کمزور کرنے کے لیے ہوتا ہے۔

حزبُ اللہ کے اوصاف
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

دل کے بہلانے کو غالب

مظاہر قدرت میں توحید کا پیغام

مغرب میں گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کیوں؟

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

ابلیس کی مجلس شوریٰ اور حالات حاضرہ (3)

ایمان کی سلامتی

دلائل کے باوجود انکارِ حق

سُورۃُ المُؤمِنُون | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 88 تا 2

قُلۡ مَنۡۢ بِیَدِہٖ مَلَکُوۡتُ کُلِّ شَیۡءٍ وَّ ھُوَ یُجِیۡرُ وَ لَا یُجَارُ عَلَیۡہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۸﴾
سَیَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰہِ ؕ قُلۡ فَاَنّٰی تُسۡحَرُوۡنَ ﴿۸۹﴾ بَلۡ اَتَیۡنٰھُمۡ بِالۡحَقِّ وَ اِنَّھُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ
اللّٰہُ مِنۡ وَّلَدٍ وَّ مَا کَانَ مَعَہٗ مِنۡ اِلٰہٍ اِذًا لَّذَھَبَ کُلُّ اِلٰہٍۭ بِمَا خَلَقَ وَ لَعَلَا بَعۡضُھُمۡ عَلٰی
بَعۡضٍ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الۡغَیۡبِ وَ الشَّھَادَۃِ فَتَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۹۲﴾

آیت:۸۸ ﴿قُلۡ مَنۡۢ بِیَدِہٖ مَلَکُوۡتُ کُلِّ شَیۡءٍ وَّ ھُوَ یُجِیۡرُ وَ لَا یُجَارُ عَلَیۡہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۸﴾﴾ ”ان سے یہ بھی پوچھئے کہ کون ہے وہ جس کے ہاتھ میں اختیار ہے ہر چیز کا؟ اور جو پناہ دیتا ہے اور جس کے مقابلے میں کسی کو پناہ نہیں دی جا سکتی؟ اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ)!“

آیت:۸۹ ﴿سَیَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰہِ ؕ قُلۡ فَاَنّٰی تُسۡحَرُوۡنَ ﴿۸۹﴾﴾ ”یہ کہیں گے کہ (یہ شان تو) اللہ ہی کی ہے! آپؐ کہیے کہ پھر کہاں سے تم پر جادو ہو جاتا ہے؟“

یہ کون سا جادو اور فریب ہے جس کے اثر سے تم لوگ یہ سب کچھ تسلیم کر کے پھر شرک پر آمادہ ہو جاتے ہو؟

آیت:۹۰ ﴿بَلۡ اَتَیۡنٰھُمۡ بِالۡحَقِّ وَ اِنَّھُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ ﴿۹۰﴾﴾ ”بلکہ ہم تو ان کے پاس حق لے آئے ہیں لیکن یہ یقیناً جھوٹے ہیں۔“

آیت:۹۱ ﴿مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ مِنۡ وَّلَدٍ وَّ مَا کَانَ مَعَہٗ مِنۡ اِلٰہٍ﴾ ”اللہ نے ہرگز کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا اور نہ ہی اس کے ساتھ اور کوئی معبود ہے“

﴿اِذًا لَّذَھَبَ کُلُّ اِلٰہٍۭ بِمَا خَلَقَ وَ لَعَلَا بَعۡضُھُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ ؕ﴾ ”(اگر ایسا ہوتا) تب تو ہر معبود اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو جاتا اور ان میں سے ایک دوسرے پر چڑھائی کر دیتا۔“

﴿سُبۡحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ﴿۹۱﴾﴾ ”اللہ پاک ہے اس سے جو یہ بیان کر رہے ہیں۔“
اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ لوگ جس طرح کی باتیں کرتے ہیں وہ ان سے پاک اور بہت ارفع و اعلیٰ و منزّہ ہے۔

آیت:۹۲ ﴿عٰلِمِ الۡغَیۡبِ وَ الشَّھَادَۃِ فَتَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۹۲﴾﴾ ”وہ جاننے والا ہے ہر غیب اور ظاہر کا‘ چنانچہ وہ بہت بلند ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔“

فرمان نبویؐ

امانت کی حفاظت

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِذَا ضُیِّعَتِ الۡاَمَانَۃُ فَانۡتَظِرِ السَّاعَۃَ)) قَالَ: کَیۡفَ اِضَاعَتُھَا؟ قَالَ: ((اِذَا وُسِّدَ الۡاَمۡرُ اِلٰی غَیۡرِ اَھۡلِہٖ فَانۡتَظِرِ السَّاعَۃَ)) (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جب (وہ وقت آ جائے کہ) امانت ضائع کی جانے لگے تو اس وقت قیامت کا انتظار کرو۔“ پوچھا کہ امانت کیسے ضائع کی جائے گی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”جب زمامِ حکومت و اقتدار نااہلوں کے سپرد کی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرو۔“

تشریح: ہماری اردو زبان میں ”امانت“ کا مفہوم بہت محدود ہے۔ لیکن قرآن و حدیث کی زبان میں اس کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ ہر بڑی اور اہم ذمہ داری کو ”امانت“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگر ہم کوئی چھوٹی یا بڑی ذمہ داری کسی نااہل کے سپرد کر دیں گے تو یہ امانت کا ضائع کرنا ہے۔ ہمیں امانت کی حفاظت کا حق ادا کرنا چاہیے، تاکہ ہم دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

4 تا 10 صفر المظفر 1442ھ جلد 29
22 تا 28 ستمبر 2020ء شمارہ 31

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دل کے بہلانے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے!

امریکہ افغان طالبان مذاکرات مکمل ہونے کے بعد انٹرا افغان ڈائیلاگ شروع ہو چکے ہیں تاکہ امریکہ کی افغانستان بدری کے بعد افغانستان کی مقتدر قوت کا فیصلہ ہو سکے۔ گویا انگریزوں اور روسیوں کے بعد امریکیوں کی عالمی سپرمیسی بھی افغانستان میں سپردِ خاک ہوگئی ہے۔ برطانیہ اور سوویت یونین نے اپنی شکست کو سرِ عام تسلیم کیا تھا۔ وہ تائب ہوئے تھے اور کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے واپس چلے گئے تھے۔ امریکہ کی شکست بدتر ہے لیکن وہ اپنی اِس شرمناک اور بدصورت شکست کو میک اپ سے خوبصورت بنانا چاہتا ہے۔ وہ اِسے اپنی شکست نہیں امن کی جیت کہتا ہے۔ ہمارے پاکستانی سیکولرز اور لبرلز امریکہ کی آواز میں آواز ملا کر جب افغان طالبان کی واضح فتح کو امن کی جیت کا یہ راگ الاپتے ہیں تو ہمیں اِن بیچاروں پر بڑا ترس آتا ہے۔ ربع صدی قبل جب یہ لوگ سوویت یونین کے کاندھے کے ساتھ کاندھا ملا کر ایشیا سرخ ہے اور کمیونزم کی 'جے' کے نعرے لگاتے تھے لیکن سوویت یونین افغانستان سے یوں دم دبا کر بھاگا تھا کہ مڑ کر دیکھنے سے بھی خوف کھاتا تھا تب بھی ان تالیاں بجانے والے سیکولرز کی بے بسی قابل دید تھی۔ اب ہمارے یہ سیکولرز اور لبرلز امریکہ کی ذلت آمیز اور رُسوا کن شکست کو مغرب کے بیوٹی پارلر میں آگے بڑھ بڑھ کر سرخی پاؤڈر لگانے میں مصروف ہیں لیکن اُن کے دل کا غم چھپائے نہیں چھپ رہا اور خون بن کر اُن کی آنکھوں سے برس رہا ہے۔ سیکولرز اور لبرلز کے ماتم کو دیکھتے ہوئے اِس مصرعہ ؎

بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

کو یوں بدلنا پڑے گا ؎

بہت بے آبرو ہو کر ''ہر'' کوچے سے ہم نکلے

حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ یہ امن کی جیت تو ہے لیکن اصلاً ریاستی دہشت گردی کی بدترین شکست ہے۔ بہرحال اُمید تو ہے کہ بدخصلت اور بدطینت لوگوں کی سازشوں کو ناکام بناتے ہوئے اگر یہ انٹرا افغان ڈائیلاگ کامیاب ہو گئے اور ایشیا کا قلب 'کابل' اگر پُرسکون ہو گیا تو خطے کو امن و امان نصیب ہو جائے گا۔ جنگ کے بعد کے مذاکرات فاتح اور مفتوح یا شکست خوردہ کے درمیان ہوتے ہیں۔ افغان حکومت کے نمائندوں کو یہ بات ذہن میں رکھنا چاہیے کہ وہ ہی نہیں اُن کا آقا بھی شکست خوردہ کی حیثیت میں میز پر آیا تھا اور اُس کے پاس فاتح افغان طالبان کے تمام مطالبات قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ افغان حکومت کی حیثیت انتہائی کمزور ہے۔ اُسے اِسی Mindset کے ساتھ مذاکرات میں طرزِ عمل اختیار کرنا ہوگا۔ یہ بات واضح ہے کہ مذاکرات کی کامیابی اور خطے میں امن کا انحصار صرف منصفانہ تصفیہ پر ہے اگر کوئی فریق ڈنڈی مارے گا اور حق کی بجائے ناحق کو غالب کرنا چاہے گا تو پھر امن کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے گا۔

صورتِ حال کو سمجھنے کے لیے تھوڑا سا تاریخ کو کھنگال لیتے ہیں۔ جب ملا عمرؒ کی قیادت میں افغان طالبان نے کابل پر قبضہ کیا تھا تو ملک ایک طویل خانہ جنگی سے گزر رہا تھا۔ ملک میں بدحالی تھی، انتہائی غربت تھی تمام ادارے تباہ و برباد ہو چکے تھے، کوئی انفراسٹرکچر نہ تھا۔ جلے ہوئے بارود کے ڈھیر ابھی تک دھواں دے رہے تھے۔ اِن حالات میں ملا عمرؒ نے ملک کی باگ دوڑ سنبھالی اور وہ امارتِ اسلامیہ افغانستان کے سربراہ بنے۔ اُنھوں نے امیرِ امارت اسلامیہ افغانستان کہلوانا پسند کیا حالانکہ اُنھیں خلیفہ کہلوانے کا مشورہ دیا گیا تھا۔ گویا وہ افغانستان فوکس رہنا چاہتے تھے۔ اُنھوں نے 5 سال حکومت کی کروڑوں ایسے لوگ زندہ ہیں جنہوں نے یہ معجزہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ افغان معاشرہ جس میں منشیات فروشی، باہمی قتل و غارت گری اور سمگلنگ جیسے جرائم یوں عام تھے کہ اُن کا خاتمہ تو دور کی بات ہے اُن میں کمی لانا بھی ممکن نظر نہیں آتا تھا' اُس معاشرے کے افراد نے ملا عمرؒ کے ایک حکم پر پوست کی کاشت بند کر دی۔ افغانستان اسلحہ سے پاک ہو گیا۔ درآمدی برآمدی تاجران مطمئن نظر آنے لگے۔ قرونِ اولیٰ کی تصویر ہمارے سامنے آ گئی جب زیور سے لدی پھندی دوشیزہ گزرتی تھی اور کوئی اُس کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا۔ سید القوم خادمھم کا حقیقی نقشہ عملی شکل میں سامنے آ گیا۔ ایک راوی کے بقول وہ وقت بھی آیا کہ پورے افغانستان کے جیل خانوں میں صرف تین قیدی تھے۔ ملا عمرؒ نے قلیل مدت میں افغانستان کو امن و امان کا گہوارہ بنا دیا یعنی افغانستان کے لوگوں کو اسلامی نظام اور اسلامی حکومت کے ثمرات ملنے شروع ہو گئے۔ اگرچہ یہ آغاز تھا اور ملا عمرؒ کو ابھی شمالی افغانستان کی مخالفت اور مزاحمت کا سامنا بھی تھا۔ دوسری طرف اگرچہ امریکہ کے یقیناً اور بھی عزائم اور خدشات ہوں گے لیکن افغانستان میں اسلامی نظام کے قیام اور اُس کے ثمرات اور نتائج نے امریکہ کو ہلا کر رکھ دیا۔ ظاہر ہے اگر ملا عمرؒ کو اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کا موقع مل جاتا اور اسلامی نظام افغانستان میں مکمل طور پر نافذ ہو جاتا تو اس سے دوسرے اسلامی ممالک کا متاثر ہونا منطقی اور فطری تھا۔ یہ مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام کو زبردست جھٹکا تھا۔ پہلے اِس استحصالی نظام کے ردعمل میں اشتراکیت سامنے آئی تھی لیکن اُس میں چونکہ ریاستی جبر کا عنصر بہت زیادہ تھا لہٰذا وہ بُری طرح ناکام ہوا۔ لیکن اسلام کا نظامِ عدلِ اجتماعی چونکہ مغرب کے استحصالی سرمایہ دارانہ نظام کو تہس نہس کر دینے کی پوری صلاحیت رکھتا تھا اور انسانیت کے لیے انتہائی دلکش تھا لہٰذا امریکہ جو سرمایہ دارانہ نظام کا سرپرست اور گُرو ہے وہ حرکت میں آیا، اپنے عوام کو دھوکہ دینے کے لیے اور اُن کی حمایت حاصل کرنے کے لیے نائن الیون کا ڈرامہ رچایا گیا اور جبر و ظلم کی قوتوں نے افغانستان کو تباہ و برباد کر دیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ملا عمرؒ، اُن کی اسلامی حکومت اور باطل قوتوں سے ٹکرانے والی اسلامی قوتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی ہیں لیکن ملا عمرؒ نے صحیح کہا تھا جو بیرونی قوت بھی افغانستان کو فتح کرنے کے لیے افغانستان میں داخل ہوگی افغانستان اُس کے لیے گوند کا تالاب ثابت ہوگا۔ ہمیں اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ امریکہ سوویت یونین سے کئی گنا بڑی قوت ہے۔ وہ افغانستان میں بدترین شکست کے بعد سوویت یونین کی طرح ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوا لیکن دور بین لوگ اور معاملہ فہم دنیا سمجھ چکی ہے کہ امریکہ کے زوال کا آغاز ہو چکا ہے۔ بہرحال صحیح فکر کے حامل مسلمانوں کا تعلق نہ کسی کے عروج سے ہے اور نہ زوال سے، ہماری تو زبردست اور شدید خواہش صرف یہ ہے کہ افغانستان میں امن قائم ہو جائے، وہاں باہمی قتل و غارت گری بند ہو جائے، مسلمان ایک دوسرے کا خون نہ بہائیں اور اِس حوالے سے دشمنوں کی تمام سازشیں ناکام ہو جائیں لیکن جب ہم یہود و ہنود اور نصاریٰ کے سازشی ذہنوں کا جائزہ لیتے ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ احادیث پاک کی روشنی میں صورتِ حال کا جائزہ لیتے ہیں تو افغانستان میں مذاکرات کامیاب ہوتے اور خون خرابہ ختم ہوتے دکھائی نہیں دیتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کسی جنگِ عظیم کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ایک طرف ہند چین چپقلش ہے جس میں پاکستان بھی ملوث ہوتا نظر آتا ہے، ترکی اور یونان کی جنگی تیاریاں، اسرائیل کی گریٹر اسرائیل کے لیے پیش رفت اور سب باتوں کی بڑی بات پاکستان کی ایٹمی صلاحیت جو دشمنانِ اسلام اور پاکستان کو بُری طرح کھٹک رہی ہے اگر اس کے خلاف کوئی سازش کی گئی تو یہ سب کچھ دنیا کا امن تباہ و برباد کر دے گا۔ بہرحال یہ سب مستقبل کی باتیں ہیں اور کل کیا ہوگا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن دنیا کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ نہتے افغان طالبان کو تمام عالمی قوتوں کی مشترکہ فوج کے خلاف فتح مبین حاصل ہوئی ہے اور یہ صرف اِس لیے ممکن ہوا کہ اُنھوں نے دنیا کے اسباب پر نہیں مسبب الاسباب اللہ رب العزت پر توکل کیا اور اُنھوں نے محمد ﷺ سے وفا کی، اُنھوں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔ آج نتیجہ یہ نکلا کہ امریکہ جیسی سپریم قوت اُن کے گھٹنوں کو ہاتھ لگا رہی ہے۔ کاش عرب و عجم کے دوسرے مسلمان رہنما بھی افغان طالبان اور ملا عمرؒ کی دکھائی ہوئی راہ پر چل کر یونہی باطل قوتوں کو شکست دیں۔ افغان طالبان کی واضح فتح پر امریکہ اور سیکولرز کے اس ردعمل پر کہ ''یہ امن کی جیت ہے'' غالب کا یہ مصرعہ قارئین کی نذر کرنا چاہیں گے ؎

دل کے ''بہلانے'' کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے!

مظاہر قدرت میں توحید کا پیغام

(سورۃ الذاریات کے تیسرے رکوع کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے 11 ستمبر 2020ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کی سورۃ الذاریات کا ہم مطالعہ کر رہے ہیں۔ بنیادی طور پر اس کا موضوع فکر آخرت ہے۔ گزشتہ آیات میں ہم نے پانچ اقوام کا مختصر مطالعہ کیا تھا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فیصلے نازل فرمائے اور ان نافرمان قوموں کو اللہ نے وقت آنے پر عذاب میں مبتلا کیا۔ آج ہم سورۃ الذاریات کے تیسرے رکوع کا مطالعہ شروع کر رہے ہیں۔ اس میں ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر اور نشانیوں کا تذکرہ ہے جن میں توحید کے دلائل بھی موجود ہیں اور آخرت کی فکر کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ یعنی یوں کہا جاسکتا ہے کہ پچھلی آیات میں تاریخی دلائل کا ذکر تھا اب اس کائنات میں اللہ کی قدرت کی نشانیوں کا تذکرہ کر کے آخرت کی طرف متوجہ بھی کیا جا رہا ہے اور ساتھ ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی توحید کے دلائل کو بھی بیان کیا جا رہا ہے۔ ارشاد ہوا:

﴿وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾﴾
''اور آسمان کو ہم نے بنایا اپنے ہاتھوں سے اور ہم (اس کو) توسیع دینے والے ہیں۔'' (الذاریات)

قرآن حکیم کا ایک اعجاز یہ ہے کہ یہ الفاظ کو جس طور پر استعمال کرتا ہے کہ اس میں مفاہیم کا ایک خزانہ بھی پوشیدہ رہ سکتا ہے اور ہر دور کے اعتبار سے انسان کا فہم جس سطح پر پہنچے گا اس سطح کے اعتبار سے اللہ کی عظمت کو اور قرآن حکیم کے بیانات کی وسعتوں کو کسی درجے میں بندہ سمجھتا چلا جائے گا۔ جب قرآن حکیم زمین و آسمان کے الفاظ جا بجا استعمال کرتا ہے تو سادہ اور عام مفہوم میں اس سے پوری کائنات مراد لی جاتی ہے۔ لیکن بہرحال چودہ صدیاں پہلے کے ایک عام انسان کا اپنا ایک فہم تھا۔ قرآن عام انداز میں اس کو یہ بھی سمجھاتا ہے:

﴿اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ وَ اِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾﴾ ''تو کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں اونٹوں کو کہ انہیں کیسے بنایا گیا ہے! اور (کیا یہ دیکھتے نہیں) آسمان کو کہ کیسے بلند کیا گیا ہے! اور (کیا یہ دیکھتے نہیں) پہاڑوں کو کہ کیسے گاڑ دیے گئے ہیں! اور (کیا یہ دیکھتے نہیں) زمین کی طرف کہ کیسے بچھادی گئی ہے!'' (الغاشیۃ: 17 تا 20)

مرتب: ابو ابراھیم

چودہ صدیاں پہلے کا ایک بدو ہے، دیہاتی ہے، صحرا میں کھڑا ہے، اس کے سامنے ساری نشانیاں موجود ہیں۔ ایک بدو اونٹ پر سوار ہے، اونٹ کو وہ جانتا ہے، زمین اس کے پاؤں کے نیچے، آسمان اس کے سر کے اوپر، اور پہاڑ اس کی نگاہوں کے سامنے۔ اس کے لیے بڑے دلائل تھے۔ لیکن آج اگر ہم زمین و آسمان کی بات کریں تو ہمارے بچے بچے کو بھی معلوم ہے کہ زمین و آسمان سے مراد صرف نظر آنے والا نیلا آسمان اور یہ زمین جس میں ہم رہتے ہیں فقط یہی کچھ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد کائنات میں سے کافی کچھ ہے۔ سب کچھ تو نہیں لیکن کافی کچھ انسان کی معلومات میں آچکا ہے۔ قرآن زمین و آسمان کے جو عمومی الفاظ استعمال کرتا ہے ان کے اوپر جب ہر دور کے لوگ اپنے فہم اور اجتماعی معلومات کے مطابق غور وفکر کریں گے تو انہیں اس کائنات کے ذرے ذرے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں نظر آئیں گی۔ اللہ اسی طرح متوجہ فرما رہا ہے کہ آسمان کو ہم نے اپنے دست قدرت سے بنایا اور ہم بہت وسعت دینے والے ہیں۔ اس آیت کے تین مفاہیم اہل علم نے بیان فرمائے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ آسمان سے بارش برسا کر لوگوں کے لیے رزق میں وسعتیں عطا فرماتا ہے۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت وسیع قدرت رکھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام بھی الواسع ہے۔ قرآن میں ذکر آتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾﴾ ''یقیناً اللہ بہت وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔'' (البقرۃ)

اللہ بہت وسعت والا، بہت علم رکھنے والا ہے۔

دوسرا مفہوم یہ بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ بہت وسعتوں والا ہے اور تیسرا مفہوم (جو نسبتاً زیادہ بہتر ہے) یہ ہے کہ اللہ وسعت دینے والا ہے۔ یعنی تمہاری نگاہوں کے سامنے جو کچھ ہے یہ تو تمہاری معلومات کا ایک حصہ ہے جو تمہارے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وسعتیں تو بے شمار ہیں اور نہ صرف یہ کہ اس نے زمین و آسمان کو بنایا بلکہ ان کو وسعتیں دیتا چلا جا رہا ہے۔ یہ جو تیسرا مفہوم ہے اس حوالے سے بیسویں صدی کے آغاز اور اس کے وسط میں دلائل کے ساتھ یہ بات سامنے آئی کہ یہ جو کائنات ہم دیکھ رہے ہیں یہ وسعت پذیر ہے۔ یعنی expanding universe کا تصور سامنے آیا کہ یہ کائنات جس کو ہم دیکھ رہے ہیں، بڑی بڑی گلیکسیز اور ان کے سولر سسٹم، یہ سب وسعت پذیر ہیں۔ اس آیت کریمہ کے ان الفاظ

سے بعض اہل علم نے اس مفہوم کو بھی بیان کیا کہ آج انسان کی سائنسی معلومات یہاں تک پہنچی ہیں جبکہ قرآن نے چودہ سو سال پہلے ہی یہ بات بتا دی۔ اس میں نکتہ کیا ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پچھلی آیات میں تاریخی واقعات کو بیان کر کے آخرت کی طرف توجہ دلا رہا ہے۔

اب اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کائنات میں پھیلے ہوئے مظاہر قدرت اور نشانیوں کی طرف توجہ دلا رہا ہے۔ اللہ اس کائنات کا بنانے والا، اس کا چلانے والا، اس کی مخلوقات کی حاجات کو پورا کرنے والا اور اس کائنات کو وسعت دینے والا ہے۔ اس کے لیے تم انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ جیسے سورۃ النازعات میں ذکر آتا ہے:

﴿ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَاۗءُ ۭ بَنٰىهَا ﴿٢٧﴾﴾

''(اے لوگو! ذرا سوچو!) کیا تمہاری تخلیق زیادہ مشکل ہے یا آسمان کی؟ اس نے اسے تخلیق کیا۔''

اگر ساتھ ساتھ ہم غور کریں تو جہاں آخرت کے عقیدے کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے وہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کا بھی تذکرہ آ رہا ہے اور یہ قرآن کا مستقل موضوع ہے۔ اللہ رب العالمین کی توحید اور آخرت کے عقیدے کو ساتھ ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ سورۃ الفاتحہ دیکھئے۔ ہم پہلے کیا اقرار کرتے ہیں:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾

یہاں اللہ کی توحید کا بیان، اس کی تعریف کا بیان ہے۔ پھر اس کے آگے آخرت کا بیان ہے:

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝﴾

توحید سے لے کر آخرت تک کے اس سفر کی مثالیں قرآن میں جا بجا ملتی ہیں اور اس سورت کا مرکزی موضوع تو ہے ہی فکرِ آخرت۔ لیکن اللہ کی توحید کا تذکرہ بھی ساتھ ساتھ آ رہا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿٤٨﴾﴾

''اور زمین کو ہم نے (فرش کی مانند) بچھا دیا، پس ہم کیا ہی خوب بچھانے والے ہیں!'' (الذاریات:48)

فرش سے مراد یہاں زمین کی سطح ہے جہاں پر رہنا، زندگی گزارنا بندوں کے لیے آسان ہے۔ ہماری مختصر سائنسی معلومات کے مطابق اور بھی سیارے دریافت ہو چکے ہیں۔ بعض اوقات وہاں پر جانے کے لیے انسان کو کتنے جتن کرنے پڑتے ہیں۔ (آکسیجن اور تمام ضروریات زندگی کے علاوہ تحفظ زندگی کے تمام لوازمات بھی ساتھ لے جانا پڑتے ہیں) لیکن اس زمین کو اللہ نے انسانی زندگی کو برقرار رکھنے اور اس کے تسلسل کے لیے بڑا موزوں بنایا ہے۔ اگر انسان غور کرے تو اس ایک نکتے کے اندر بھی اللہ کی قدرت کی کئی نشانیاں ہیں۔ لیکن لوگ غور نہیں کرتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٣﴾﴾ ''تو تم دونوں (گروہ) اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟'' (الرحمٰن)

اسی زمین پر اللہ تعالیٰ نے دریاؤں اور سمندروں کو جاری کر دیا، اسی زمین پر اللہ تعالیٰ نے جنگلات، زرخیز میدانی علاقے عطا کر دیے۔ اسی زمین میں میدانی علاقوں میں انسان کھدائی کر کے پانی حاصل کر لیتا ہے مگر پہاڑی علاقوں میں اللہ تعالیٰ نے چشموں کی صورت میں پانی عطا کر دیا۔ اس زمین کو اللہ تعالیٰ نے سورج سے مناسب فاصلے پر رکھا کیونکہ ذرا قریب ہو جائے تو بھٹی بن جائے یا ذرا دور ہو تو برف کی طرح منجمد ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آکسیجن کی مقدار کو بڑے مناسب انداز سے یہاں پر رکھا۔ اسی طرح کششِ ثقل کو مناسب انداز میں رکھا۔ یعنی اتنا زیادہ بھی نہیں کہ بندہ زمین کے اندر دھنس جائے اور اتنا کم بھی نہیں کہ بندہ ہوا میں اڑ جائے۔ یہ تو صرف چند اشارے ہیں ورنہ انسان غور کرے تو قدم قدم پر اللہ کی نشانیاں کائنات میں موجود ہیں۔ سمندروں کے اندر بھی اللہ تعالیٰ مخلوقات کے لیے Sea food کا انتظام کیا۔ اسی طرح موسموں کا تغیر دیکھئے' اس کے اندر کتنی نشانیاں ہیں۔ موسمی تغیر کے نتیجے میں حاصل ہونے والی فصلوں اور پھلوں کے اندر کتنی نشانیاں ہیں۔

پریس ریلیز 18 ستمبر 2020ء

امن دشمن قوتیں انٹرا افغان ڈائیلاگ کو سبوتاژ کرنے کی سازش کریں گی

شجاع الدین شیخ

امن دشمن قوتیں انٹرا افغان ڈائیلاگ کو سبوتاژ کرنے کی سازش کریں گی۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ شکست خوردہ عناصر ان امن مذاکرات کو ''امن کی جیت'' قرار دیتے ہیں۔ لیکن درحقیقت یہ ریاستی دہشت گردی کو شکستِ فاش ہوئی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ یہ مذاکرات ظاہر کرتے ہیں کہ امریکہ نے تسلیم کر لیا ہے کہ افغانستان میں اُس کی مداخلت ناجائز اور غیر قانونی تھی، لہٰذا اُصولی طور پر امریکہ کو افغانستان کا اقتدار افغان طالبان کے حوالے کر کے افغانستان سے نکل جانا چاہیے تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ افغانستان کا مقدر اسلام سے وابستہ ہے۔ اگر کوئی ایسی کوشش کی گئی جس کے ذریعے افغانستان میں اسلامی نظامِ حکومت کے قیام میں رکاوٹ پیدا ہو تو یہ عمل ایک بار پھر امن کو تباہ و برباد کر دے گا۔ لہٰذا امریکہ ہی نہیں تمام بیرونی قوتوں کو اِس معاملے سے مکمل طور پر الگ تھلگ ہو جانا چاہیے کہ فاتح افغان طالبان افغانستان میں کیسا طرزِ حکومت قائم کرتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ افغان طالبان کو بھی یہ فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ اُن کی اصل قوت دینِ اسلام اور اللہ کے رسول ﷺ سے وفا پر موقوف تھی اور ہے۔ حکومت حاصل کرنے کے بعد بھی اگر وہ اللہ تعالیٰ کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھیں اور شریعت محمدی ﷺ کا نفاذ کریں گے تو دنیا کی کوئی قوت اُنھیں مغلوب نہیں کر سکے گی۔ اُنھوں نے کہا کہ افغان طالبان کو کسی قسم کے امریکی فنڈ قبول نہیں کرنا چاہئیں وگرنہ اُن کے لیے افغانستان میں آزادانہ حکومت کرنا دشوار ہو جائے گا اور اُن کے لیے افغانستان کو ایک مثالی اسلامی فلاحی ریاست بنانا مشکل ہو جائے گا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝﴾ ''تو تم دونوں (گروہ) اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟''

پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کی طرف اشارہ ہو رہا ہے۔ انسان کا پہلے اس زمین پر وجود بھی نہیں ہوتا مگر اللہ اس کو زمین پر پیدا فرماتا ہے۔ موت کے بعد انسان اسی زمین کے اندر چلا جائے گا۔ چنانچہ جس اللہ نے پہلی مرتبہ پیدا کیا وہ دوسری مرتبہ بھی اُٹھانے پر قادر ہے۔ یہاں توحید اور فکر آخرت کے دلائل ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ آگے ارشاد فرمایا:

﴿وَ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَیۡنِ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ۝۴۹﴾ ''اور ہم نے ہر شے کے جوڑے بنائے ہیں شاید کہ تم نصیحت اخذ کرو۔'' (الذاریات:49)

یہ جوڑ کا بیان بھی بڑا قیمتی بیان ہے جو اہل علم نے بیان فرمایا۔ دنیا کے اندر بہت سارے پہلوؤں کے اعتبار سے دیکھئے تو دو چیزیں بظاہر متضاد ہوتی ہیں لیکن جب تک ان کا ملاپ نہ ہو کوئی مثبت یا فائدے مند شے سامنے نہیں آسکتی اور جوڑے انسانوں میں بھی ہیں، جانوروں میں بھی ہیں۔ سورۃ یٰسین میں نباتات کے جوڑوں کا ذکر بھی آتا ہے اور آج انسان بھی سائنسی علم کی بدولت اس نتیجے تک پہنچ گیا کہ نباتات میں بھی مذکر و مونث کا تصور موجود ہے۔ جمادات میں جو ٹھوس اشیاء ہیں ان میں بھی مذکر و مونث کا تصور موجود ہے۔ لیکن قرآن نے یہ تصور بہت پہلے دے دیا۔ مرد عورت کو دیکھ لیجیے۔ نکاح کے پاکیزہ بندھن کے بعد یہ ایک دوسرے کے لیے سکون کا باعث بنتے ہیں اور اس کے نتیجے میں گھر بنتا ہے۔ جب اللہ اولاد عطا فرمائے تو اس میں مرد کا اپنا رول ہے عورت کا اپنا رول ہے۔ اگر آپ غور فرمائیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دونوں کو اپنے دائرے کار اور جسامت کے اعتبار سے صلاحیتیں دی ہیں۔ اولاد کی تربیت کے لیے کئی صفات کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر ہمت، جرأت، بہادری، بھاری بھر کم اور مشکل کاموں اور سخت محنت کے لیے اپنے آپ کو تیار کرنا۔ ان کاموں کے لیے اللہ نے مرد میں صلاحیت زیادہ رکھی۔ نرمی، شفقت، ہمدردی، ایثار کا پہلو، خیال رکھنے کا پہلو یہ صفات اللہ تعالیٰ نے عورت میں زیادہ رکھی ہیں اور یہ دونوں اپنی جگہ ضروری ہیں۔ اولاد کی تربیت صحیح معنوں میں اسی وقت ہو سکے گی جب باپ کی توجہ بھی اولاد پر رہے اور ماں کی توجہ بھی اولاد پر رہے۔ بظاہر مرد و عورت کی بعض صفات متضاد ہیں لیکن جب ان کا ملاپ ہو گا تو اولاد کی صحیح تربیت کا معاملہ آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ یہ ایک اشارہ ہے۔ اللہ فرمارہا ہے کہ ہم نے ہر شے میں جوڑے بنائے۔ اس کو اہل علم نے مزید تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ مزاجوں کے اعتبار سے دیکھ لیجیے، معاملات کے اعتبار سے دیکھ لیجیے، کیفیات کے اعتبار سے دیکھ لیجیے' ہر چیز میں ایک جوڑا ہے۔ زمین اور آسمان کا بھی جوڑا ہے، اور رات اور دن کا بھی جوڑا ہے۔ انسانوں کے اندر خوشی غمی کے معاملات ہیں اور ان کی اپنی اپنی جگہ ضرورت ہوتی ہے۔ اسی اعتبار سے معاملات میں دیکھئے، انسانی صفات میں دیکھئے' آپ کو جوڑے جوڑے کی کیفیات اس میں بھی نظر آجائیں گی۔ یہ بیان کرنے کا ایک حاصل کیا ہے۔ اس میں بھی توحید کا ایک نکتہ ہے اور اس میں آخرت کا بھی ایک نکتہ ہے۔ توحید کا نکتہ یہ ہے کہ ہر شے کو تم دیکھو گے کہ جوڑا ہے لیکن وحدہ لاشریک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔

﴿وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝۴﴾ ''اور کوئی بھی اُس کا کفو نہیں ہے۔'' (الاخلاص)

کوئی اس کے برابر کا نہیں، کوئی اس کے جوڑ کا نہیں، کوئی اس کا ساجھی نہیں، کوئی اس کا شریک نہیں۔ دوسرا اشارہ اس سورت کے مرکزی مضمون کی طرف ہے۔ جیسے اکثر جوڑوں کا ایک جوڑ بنتا ہے۔ ان کے اندر متضاد قسم کی صفات ہوتی ہیں۔ دن کا جوڑا رات ہے لیکن دونوں کی تاثیر مختلف ہے۔ اسی طرح دنیا کا جوڑا آخرت ہے۔ دنیا فانی ہے، آخرت لافانی ہے، نہ ختم ہونے والی ہے۔ دنیا کی خوشی عارضی ہے مگر آخرت کی خوشی دائمی ہے۔ دنیا کی تکلیف عارضی ہے، آخرت کی تکلیف دائمی ہے۔ اللہ اکبر کبیرا۔ اس آیت میں پھر آخرت کی طرف اشارہ ہے۔

بہرحال پہلے تاریخی دلائل آئے اب اس کائنات میں اللہ کی قدرت کے نظاروں کا تذکرہ کرکے آخرت کی طرف بھی توجہ دلائی اور اللہ کی توحید کا تذکرہ بھی آگیا کہ وہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔ دنیا کا معاملہ الل ٹپ والا نہیں ہے۔ اللہ نے ہر شے کو بامقصد بنایا ہے۔ تمہیں جو دنیا میں بھیجا گیا ہے تو اس کا بھی ایک مقصد ہے۔ ان دلائل کے بعد اب رجوع الی اللہ کی دعوت ہے۔ ارشاد ہوا:

﴿فَفِرُّوۡۤا اِلَی اللّٰہِ ؕ﴾ ''تو دوڑو اللہ کی طرف'' (الذاریات:50)

یہاں دوڑو سے کیا مراد ہے؟ ایک نکتہ یہ بیان کیا گیا کہ چھوڑ دو کفر کی روش کو' آؤ اسلام اور ایمان کی روش کی طرف۔ ایک مراد یہ لی گئی کہ چھوڑ دو گناہوں کو، نافرمانیوں کو لوٹ آؤ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کی روش کی طرف۔ کوئی کفر پر ہے تو ایمان کی طرف اور اسلام کی طرف آنے یا دوڑنے کو کہا جارہا ہے۔ کوئی مسلمان ہے اور گناہ ونافرمانی میں مبتلا ہے تو وہ نافرمانی اور معصیت کو چھوڑے اور اللہ کی طرف پلٹے۔

﴿اِنِّیۡ لَکُمۡ مِّنۡہُ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ۝۵۰﴾ ''یقیناً میں تم لوگوں کے لیے اُس کی طرف سے صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔'' (الذاریات:50)

اگر اللہ کی طرف نہیں پلٹو گے، اللہ کی نہیں مانو گے، اللہ کی طرف نہیں آؤ گے، اس کے سامنے نہیں جھکو گے، اس کے سامنے اپنے آپ کو نہیں جھکاؤ گے تو کل جہنم کا عذاب نافرمانوں اور سرکشوں کے لیے تیار ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَلَا تَجۡعَلُوۡا مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ ؕ﴾ ''اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ ٹھہراؤ۔'' (الذاریات:51)

اس کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ وحدہ لاشریک کی موجودگی اور اس کی توحید کے دلائل تمہارے سامنے پیش کررہا ہے۔ لہٰذا حکمت اور دانائی اسی میں ہے کہ اس کی ذات میں' اس کی صفات میں اور اس کے حقوق میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو۔

﴿اِنِّیۡ لَکُمۡ مِّنۡہُ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ۝۵۱﴾ ''یقیناً میں اُس کی جانب سے تمہارے لیے واضح طور پر خبردار کرنے والا ہوں۔'' (الذاریات:51)

اللہ کی طرف متوجہ کرنا، اللہ کا احساس دلانا، نافرمانی کا جو عذاب ہے اس سے لوگوں کو خبردار کرنا اور جو اطاعت کی روش کی طرف آگئے ان کو بشارت دینا پیغمبروں کا بنیادی کام رہا ہے۔ یہ پیغمبروں کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ قرآن مجید میں جابجا اس کا ذکر آتا ہے۔ پھر ایک پیغمبروں کی تکمیلی ذمہ داری ہے۔ وہ 28 ویں پارے میں مدنی سورتوں میں تفصیل سے آئے گی۔ وہ تکمیلی ذمہ داری ہے اللہ کی زمین پر اللہ کی اطاعت پر مبنی نظام، اللہ کا عطا کردہ عادلانہ نظام، دین حق، دین اسلام کو نافذ کرنے کی کوشش کرنا۔ اس حوالے سے جب ہم اٹھائیسویں پارے میں پہنچیں گے تو تفصیل سے تذکرہ آئے گا۔ ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مظاہر قدرت پر غور وفکر کرنے، خالق کائنات کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرنے اور اس کے سچے دین پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

18 پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق

اے مشرق کے لوگو! اب کیا کرنا چاہیے؟

50

بے نیاز از کار گاہِ او گذر
در زمستاں پوستینِ او مخر

ترجمہ (اے مسلمان! تو ایسے حکمران کے کارخانے کے پاس سے بے نیاز ہو کر گزر جا اور سردیوں (سخت ضرورت) میں بھی اس کی تیار کردہ پوستین (جرسی، جیکٹ) مت خرید

تشریح آج ہم مسلمان اور دنیا بھر کی ترقی پذیر اور مشرقی اقوام مغرب کے لیے CONSUMER اور گاہک سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے وہ ہمیں ٹی وی، موبائل، انٹرنیٹ، بل بورڈ حتیٰ کہ پینٹ شرٹ، پی کیپ پر اشتہارات کے ذریعے اپنی مصنوعات کا گرویدہ بناتے ہیں اور ہم ان کو خرید کر خوش ہوتے ہیں۔ یہ مغربی لائف سٹائل اور لباس کئی خرافات اور دین بیزار رویوں کو جنم دیتا ہے۔ موبائل کی خرافات سے نئی نسل لبرل اور دین بیزار ہو رہی ہے۔ چست پینٹ شرٹ پہن کر مسجد میں جاؤ رکوع سجدے میں پچھلی صف میں کھڑا آدمی دیکھے گا کہ پینٹ کہیں اور شرٹ کہیں، جسم کا پچھلا حصہ ننگا نظر آ رہا ہے لہٰذا شرم کے مارے وہ مسجد میں جانا بند کر دے گا اور یوں مغربی لباس کا ایک منفی نتیجہ برآمد ہو جائے گا۔ اس طرح مغربی لائف سٹائل اپنانے کے بے شمار نقصانات ہیں جو غیر مرئی طور پر اثر انداز ہو جاتے ہیں اور سادہ زندگی کا لطف اور مزہ جاتا رہتا ہے اور انسان نماز روزے کے ساتھ بھی STATUS CONSCIEOUS ہو جاتا ہے اور مغربی رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ علامہ اقبال نصیحت کر رہے ہیں مغربی لائف سٹائل بالارادہ ترک کر دو تاکہ تمہاری زندگی میں ہمارے پیغمبر ﷺ کا لائف سٹائل جگہ پا سکے۔ اور تم سخت سردی میں (کسی اور طرح سردی سے بچنے کا اہتمام کرو مگر) مغربی پوستین (جیکٹ) مت خریدو اور پہنو۔

51

کشتن بے حرب و ضرب آئینِ او ست
مرگہا در گردشِ ماشینِ او ست

ترجمہ ایسے عوام دشمن اور SELFCENTRED حکمرانوں کا آئین (طریقۂ واردات) ہے کہ عوام کو جنگ اور اسلحہ کے بغیر مارو (ایسے حکمرانوں) کے کارخانوں کی بھٹیوں اور مشینری کے چلنے میں عوام کی موت ہے۔

تشریح فرنگی مدنیت (تہذیب) کا مقصود اور اس کے زیر اثر مسلمانوں کے رہنما آج جو طرز زندگی اختیار کر رہے ہیں وہ دین اور دینی سوچ کے لیے سم قاتل ہے۔ مغرب نے آج ایک طرف ملٹی نیشنلز کا ماحول بنا دیا ہے، دنیا کے ہوائی سفر عام ہو گئے، مشروبات، میکڈونلڈ، K&Ns چکن، دیگر سامان میک اپ اور ملبوسات کے برانڈ ساری دنیا میں ملتے ہیں لہٰذا انسان اپنی پسند کے برانڈ کا محتاج بلکہ غلام بن گیا ہے۔ ہم کھاتے ہیں اور ملٹی نیشنلز ہماری ساری کمائی ملک سے باہر لے جاتی ہیں۔ ہم کوئی سا مشروب پئیں کوکا کولا، پیپسی، سیون اپ بہر حال ہم ان عالمی کمپنیوں کے اندر ہی رہتے ہیں کیونکہ ہر مشروب کسی ملٹی نیشنل کا ہی ہوتا ہے حتیٰ کہ کوئی آدمی پیپسی نہیں پیتا پانی پیتا ہے تو ACQUIFINA بھی پیپسی کا ہے اور اس میں زیادہ منافع اس کو جاتا ہے یہ مغربی تجارتی کمپنیاں ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح ہیں بغیر جنگ کے مار کر ختم کر رہی ہیں اور ہم مسلمانوں کی پہچان اسلام اور حلال و حرام رشتوں کی تمیز اور ساتر لباس سے محروم کر رہی ہیں۔ مغربی فیکٹریوں کی مشینی مصنوعات میں ہم مشرقی اور مسلمانوں کی موت کا سامان ہے ہمیں مغربی کلچر کی بجائے حضرت محمد ﷺ کا لائف سٹائل اور کلچر اپنانا چاہیے۔

52

بوریائے خود بہ قالینش مدہ
بیذقِ خود را بہ فرزینش مدہ

ترجمہ (ایسے کرپٹ حکمرانوں سے منفعت مت حاصل کر) اس کے قالین کے عوض اپنا بوریا مت فروخت کر (شطرنج کے کھیل کی طرح) اپنے پیادے کو اس کے وزیر (وزارت) کے عوض بھی نہ دے

تشریح اگر ہمارے اندر اسلامی حمیت بیدار ہو جائے ہم سچے مسلمان بن جائیں تو کبھی ان فرنگی اور امریکی کمپنیوں کے روپ میں صیہونیت (یہود و ہنود) کے کلچر (فلموں ڈراموں وغیرہ کے چکر) میں نہ آئیں۔ یہ ہمارے ہی حکمرانوں کو کرپٹ کر کے (رشوت دے کر) اپنی مصنوعات لاتی ہیں اور میڈیا اور اشتہارات کے ذریعے سے لوٹ کر اپنے ملک لے جاتی ہیں۔ (آج کا ہر آسودہ حال آدمی (مرد و زن) صبح اٹھنے سے لے کر رات سونے تک ہر چیز امپورٹڈ (IMPORTED) استعمال کر کے اپنے ملک سے دشمنی کر کے اس کو غریب کر رہا ہے اور مغربی کاروباری لوگوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔ ایک مسلمان کو اس حقیقت کو سمجھنا چاہیے اور بوریا استعمال کرے مگر مغربی اور فرنگی کمپنیوں کی مصنوعات استعمال نہ کرے (جو اکثر حرام ہیں، چمڑے کی مصنوعات بالعموم کتے کے چمڑے کی ہوتی ہیں، چربی والی مصنوعات حرام چربی کی ہوتی ہے، دودھ کیمیکل سے بنا ہوتا ہے پھر بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اس پر دوائیاں بھی غیر ملکی ہوتی ہیں۔ یہی اسلام سے اور ملک سے دشمنی ہے۔ ملکی اور دیسی ہلکے معیار کی چیز غیر ملکی (حرام) مہنگی چیز سے بہتر ہے بلکہ کھانے پینے کی اشیاء میں گھر کی بنی ہوئی چیزیں استعمال میں لائیں۔ اپنے پیادے کو اس کے وزیر کے بدلے بھی مت دے۔

مسلمان عبادات سے دور ہوا ہے لیکن عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور نہیں ہوا۔ چنانچہ کفار یہ محسوس کر رہے ہیں کہ جب تک مسلمانوں کے دلوں سے عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ نکالا گیا تب تک وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے: ایوب بیگ مرزا

اگر مسلم ممالک دین کو ترجیح دیں تو انہیں کم از کم ختم نبوت اور ناموس رسالت کے ایشوز پر متحد ہو جانا چاہیے۔ لیکن چونکہ ان کی اصل ترجیح ان کے ذاتی مفادات اور تحفظِ اقتدار ہے اس لیے وہ متحد نہیں ہو رہے: رضاء الحق

مغرب میں گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کیوں؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: فرانسیسی ہفت روزہ چارلی ہیبڈو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخانہ خاکوں کی دوبارہ اشاعت کے محرکات کیا ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: ہفت روزہ چارلی ہیبڈو اپنی بات طنزیہ انداز میں کرتا ہے۔ لیکن یہ گستاخی طنز و مزاح نہیں ہے بلکہ یہ فعل وہ سنجیدگی سے کرتا ہے اور شرانگیزی پھیلاتا ہے۔ جہاں تک توہین آمیز خاکوں کی بات ہے تو اس کا آغاز ڈنمارک سے ہوا تھا جب ڈنمارک کے ایک آٹومسٹ نے اس گستاخی پر مبنی بارہ کارٹون بنائے تھے۔ جن میں سے دو تین کارٹون تو بہت ہی زیادہ توہین آمیز اور نازیبا تھے۔ یہ بات منہ سے نکالنی مشکل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہستی ہمارے لیے کائنات میں کوئی نہیں ہے۔ پھر مغرب کے اخبارات جو ایسی چیزوں کا انتظار کرتے رہتے ہیں انہوں نے اس کو خوب اچھالا اور جرمنی کے ایک میگزین نے اس کو ری پروڈیوس کیا۔ جس کے نتیجے میں ایک پاکستانی نوجوان عامر چیمہ نے اس جرمن میگزین کے ایڈیٹر پر حملہ کیا۔ وہ اس کو مار تو نہیں سکا لیکن وہ بدبخت شدید زخمی ہو گیا۔ عامر چیمہ کو قید ہو گئی۔ مغرب والوں کا اندازِ تعصب دیکھیے۔ ان کے ہاں سزائے موت نہیں ہے۔ عامر چیمہ کو سزائے قید دی لیکن جیل کے اندر مروا دیا اور کہہ دیا کہ اس نے خودکشی کی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے درجات بلند فرمائے۔ پھر 9 فروری 2006ء کو چارلی ہیبڈو نے یہ خاکے شائع کیے جس پر مسلمانوں نے کافی احتجاج وغیرہ کیا لیکن کوئی خاص اثرات مرتب نہ ہوئے۔ بلکہ اس کا الٹا اثر ہوا کہ چارلی ہیبڈو میگزین کی سرکولیشن میں اضافہ ہو گیا۔ پہلے اس کی سرکولیشن ایک لاکھ تھی لیکن اس توہین آمیز ایڈیشن کی سرکولیشن ایک لاکھ ساٹھ ہزار ہو گئی۔

مغرب کا رویہ اس حوالے سے ایسا ہی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں کے لبرل دانشوران کی وکالت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہاں چند لوگ ہیں جو اس قسم کی حرکت کر لیتے ہیں ورنہ وہاں کی اکثریت بڑے کھلے ذہن کی مالک ہے۔ حالانکہ سلمان رشدی نے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اپنی کتاب میں انتہائی نازیبا باتیں لکھیں تو وہ کتاب یورپ میں بہت زیادہ تعداد میں سیل ہوئی اور اس

مرتب: محمد رفیق چودھری

کے جہاز بھر کر دنیا کے مختلف ممالک میں گئے اور وہ شخص ارب پتی ہو گیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ ابھی تک وہ سکون کا سانس نہیں لے سکتا کیونکہ اسے ہر وقت اپنے انجام کا خطرہ رہتا ہے۔ اسی طرح جہاں کہیں بھی کوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتا ہے تو مغرب کے لوگ اس کو اسی طرح اُٹھاتے ہیں۔ 1997ء میں سلمان رشدی کو فرانس کا سویلین ایوارڈ دیا گیا۔ کیا یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے پر دیا گیا یا پونے دو ارب مسلمانوں کی دلآزاری کرنے پر دیا گیا؟ 2007ء میں اس کو سر کا خطاب دیا گیا، پھر 2008ء میں اس کو 1945ء کے بعد کے گریٹ رائٹرز کی فہرست میں 13واں نمبر دیا گیا۔ چارلی ھیبڈو نے پہلے بھی خاکے شائع کیے۔ پھر 2011ء میں ان کے دفتر پر حملہ کیا گیا جو کامیاب نہ ہو سکا۔ پھر 7 جنوری 2015ء کو ان پر ایک خونریز حملہ ہوا جس میں بارہ افراد مارے گئے۔ ان میں ان کی ایک خاتون ایڈیٹر بھی شامل تھی۔ یہ حملہ الجزائر کے دو مسلمانوں سعید کوچی اور شریف کوچی نے کیا تھا جن کا مقدمہ عدالت میں چل رہا ہے۔ بہرحال مغرب کے عوام کا رویہ ایسا متعصّبانہ ہے۔ اسی طرح جب جارج بش نے افغانستان پر بمباری کی تو وہ بھاری اکثریت کے ساتھ جیت گیا۔ یعنی جو شخص مسلمانوں کو مارے، جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرے، جو شخص قرآن پاک کی توہین کرے مغرب کے عوام بھی اس کو اٹھاتے ہیں۔ وہاں کے عوام و خواص اسلام دشمنی میں ایک پیج پر ہیں۔ لیکن ہمارے بعض لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ وہاں صرف کوئی خاص گروہ یا طبقہ اسلاموفوبیا کا شکار نہیں ہے بلکہ وہاں کے عوام بھی اس کا شکار ہیں اور وہ بار بار اس طرح کی حرکتیں اس لیے کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کی طرف سے کوئی ایسا ردعمل ہو جس کو جواز بنا کر وہ ہمیں بدنام کر سکیں اور اس کو وہ آزادی اظہار رائے کا نام دیتے ہیں لیکن یہ آزادی ہولوکاسٹ کے معاملے میں ختم ہو جاتی ہے۔ وہاں تو ہولوکاسٹ کا ذکر کرنا بھی جرم ہے اور اس پر باقاعدہ سزا دی جاتی ہے۔ یہ دہرا معیار ہے مغرب کا۔

سوال: فرانسیسی صدر نے حال ہی میں یہ بیان دیا ہے کہ "اگر مسلمانوں کو فرانس کی شہریت چاہیے تو انہیں مذہب کی توہین برداشت کرنا پڑے گی"۔ اتنا متنازعہ بیان کیا انسانی حقوق کی کھلم کھلا خلاف ورزی اور مسلمانوں کو مشتعل کرنے کی سازش نہیں ہے؟

رضاء الحق: اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بیان نہ صرف یہ کہ کھلم کھلا انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے بلکہ اس بیان سے مغرب کا بھیانک چہرہ بھی کھل کے سامنے آیا ہے۔ جب 2007ء میں چارلی ھیبڈو نے خاکے شائع کیے تھے تو مسلمان ان کا کیس کورٹ میں لے گئے تھے۔ وہاں کیس پورے پراسس کے ساتھ چلا اور پھر عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ یہ مسلم دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف بات تھی لہٰذا کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے۔ پھر 2008ء

میں اسی چارلی ھیبڈو کا ایڈیٹوریل یہودیوں کے خلاف شائع ہوا تو اسی وقت اینٹی سیمیٹزم کا الزام لگا کر اس ایڈیٹر کو برطرف کردیا گیا۔ یہ ان کی ایک ذہنیت تھی جو سامنے آئی۔ ان کا یہ کہنا کہ آزادیٔ اظہارِ رائے سب کے لیے ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ سب کے لیے نہیں ہے۔ جہاں تک فرانس کے صدر کا بیان ہے تو ایک بات سمجھ لیں کہ ان کے بعض ممالک کی مسلمانوں اور اسلام کے ساتھ دشمنی بالکل کھلم کھلا ہے اور وہ اس کا اظہار کھل کر کرتے ہیں۔ پھر وہ ایسی حرکات اس لیے بھی کرتے ہیں کہ ان کا ایک سوشل انجینئرنگ ایجنڈا اپنی جگہ قائم ہے۔ جس طرح ان کا سیاسی اور معاشی ورلڈ آرڈر ہے اسی طرح ان کا سوشل ورلڈ آرڈر بھی ہے۔ جس کے حوالے سے علامہ اقبال اپنے اشعار میں اور پھر بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ اپنے خطابات میں فرماتے تھے کہ اس کا مقصد مسلمانوں کے اندر سے روحِ محمدی کو نکال دینا ہے۔ اس حوالے سے وہ چیک کرتے رہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی محبت مسلمانوں میں کتنی ہے۔ اس کے لیے حضور ﷺ کی توہین کر کے یا قرآن کی توہین کر کے وہ مسلمانوں کا ٹمپریچر چیک کرنا چاہتے ہیں۔ بعض اوقات وہ اس کو بطور ٹول آف divergence بھی استعمال کرتے رہتے ہیں۔ چونکہ اس وقت گریٹر اسرائیل کا منصوبہ بہت ہاٹ سپاٹ پر آیا ہوا ہے اور پچھلے دنوں اس کی خبریں بھی آئی ہیں کہ وہاں سے خلافت عثمانیہ کے دور کی اشرفیاں نکلیں۔ یہ بڑی حیرت انگیز خبر تھی۔ اشرفیاں تو تب نکلیں گی جب وہاں کھدائی ہو گی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ باقاعدہ تھرڈ ٹیمپل کی تعمیر کے لیے تیاری کر رہے ہیں اور اس تیاری کو وہ کئی چیزوں کی آڑ میں چھپانا چاہتے ہیں۔ بالخصوص وہ مسلمان ممالک کے ساتھ جو روابط بڑھا رہے ہیں اس کی آڑ میں بھی وہ کئی چیزیں چھپا رہے ہیں۔ وہ دنیا کی توجہ دوسری طرف لے جاتے ہیں۔ پھر قرآن پاک اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمانوں کے تعلق کو کمزور کرنا اور اسلام دشمنی ان کے ایجنڈے کا حصہ ہوتی ہے جیسا کہ اس بیان سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اگر ہم تاریخی اعتبار سے دیکھیں تو وہ اسلام کی ابتدا سے ہی یہ سب کام کر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے دور میں بھی اس طرح کی آوازیں آئی تھیں۔ پھر خلافت بنو عباس اور سپین میں خلافت بنو امیہ کے دور میں بھی یہ چیز سامنے آئی کہ وہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخانہ حرکتیں کرتے رہے۔ صلیبی جنگوں کے templars نے یہ کام بار بار کیا۔ پھر خلافت عثمانیہ کے زوال کے دور میں بھی انہوں نے یہ کام کیا۔ بے شک خلافت کمزور اور زوال کا شکار تھی لیکن ان کو خلافت سے خطرہ ضرور تھا۔ انہوں نے سازشیں کر کے خلافت کو توڑا۔ پھر 1917ء میں بالفور ڈیکلیئریشن کے ذریعے اسرائیل کو قائم کرنے کا منصوبہ شروع کیا۔ 1948ء میں انہوں نے اسرائیل کو قائم کر دیا۔ 1980ء میں امریکہ کا صدر ریگن جو پہلے فلمی اداکار تھا اور ایک evangelist تھا وہ تیاری میں تھا کہ میری زندگی میں تھرڈ ٹیمپل بنے گا۔ یعنی وہ اس وقت سے اپنی تیاریوں میں ہیں۔ ان سارے معاملات میں وہ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان اس پوزیشن میں نہ رہیں کہ کسی طرح کی کوئی مزاحمت کر سکیں۔ اس کے لیے وہ مسلسل کوششیں کر رہے ہیں۔ لارڈ میکالے نے کہا تھا کہ قرآن پاک اور حضور ﷺ کی ذات سے مسلمان کا تعلق

> خلافت عثمانیہ کے آخری دور میں جب برطانیہ کے ایک سٹیج ڈرامہ میں توہین رسالت کی کوشش کی گئی تو سلطان عبدالحمید نے وارننگ دی کہ اگر ایسا ہوا تو میں جہاد کا اعلان کر دوں گا۔ چنانچہ وہ ڈرامہ پیش نہیں ہوا۔

توڑنا بہت ضروری ہے، پھر ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس وقت سے وہ میڈیا، تعلیم، عسکری طاقت کے ذریعے اسی تعلق کو توڑنے کی پوری کوششیں کر رہے ہیں۔ لیکن الحمدللہ! وہ ابھی تک اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہو پائے لیکن وہ اپنی پوری کوشش جاری رکھے ہوئے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل سویڈن اور ناروے میں قرآن پاک کے جلائے جانے کا واقعہ پیش آیا تھا۔ یورپ، اسرائیل اور انڈیا میں فار رائٹ انتہا پسند لوگ موجود ہیں جن کا ایجنڈا یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو تنگ کریں گے۔ وہ کہیں گے یا تو ہمارے مطابق رہو ورنہ تمہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

سوال: اسلاموفوبیا کے زیادہ تر واقعات یورپ خصوصاً سکینڈے نیوین ممالک میں ہی کیوں رونما ہو رہے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میرے خیال میں اس وقت مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ انڈیا کر رہا ہے شاید یورپ بھی وہ نہیں کر رہا۔ یورپ، امریکہ، اسرائیل یا انڈیا نبی اکرم ﷺ کی ذات پر جو رکیک حملے کر رہے ہیں ان کی اصل وجہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ مسلمان اپنے دین سے دور ہوئے ہیں جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ مسلمان اسلامی عبادات سے دور ہوا ہے لیکن مسلمان عشقِ رسول ﷺ سے دور نہیں ہوا۔ یعنی اس تمام تر زوال کے باوجود عشقِ رسولؐ میں کمی نہیں آئی۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جو مسلمان کوئی عبادت نہیں کرتا حتیٰ کہ جمعہ اور عیدین بھی نہیں پڑھتا لیکن حضور ﷺ کے نام پر مرنے مارنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کے اندر بھی حضور ﷺ کے ساتھ والہانہ عشق ہے۔ چنانچہ کفار یہ محسوس کر رہے ہیں کہ جب تک ان کے اندر سے یہ عشق ختم نہ کیا جائے اس وقت تک اسلام کو ان سے دور نہیں کیا جا سکے گا۔ پھر جذبۂ جہاد کا تعلق بھی عشقِ رسولؐ سے بہت جڑتا ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے عمل اور اپنے فرامین میں جہاد کی اہمیت و فضیلت کو بہت اُجاگر کیا ہے۔ یہ جہاد کا جذبہ ایسا ہے کہ جس سے پہلے انگریز کانپتا تھا، آج امریکہ اور یورپ بھی کانپتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ وہ نعرہ ہے جس پر مسلمان جان و مال سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ وہ حضور ﷺ کی توہین کر کے سمجھتے ہیں کہ اس سے مسلمان اسلام سے دور ہو جائے گا لیکن یہ ان کی احمقانہ سوچ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی حرکتوں سے لوگ اسلام کے ساتھ زیادہ جڑتے ہیں، مسلمانوں میں عشقِ رسول کا جذبہ دوبارہ اُجاگر ہوتا ہے۔ ان میں محبت اور زیادہ گہری ہوتی ہے، وہ عشق اور زیادہ تیز ہوتا ہے۔ یہ اللہ کی حکمت ہے جو ان کو کبھی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی اکرم ﷺ تک لاکھوں انبیاء اور سینکڑوں رسول دنیا میں آئے، جن کے حواری اور صحابی دنیا میں رہے ہیں۔ سابقہ انبیاء و رسل کی محبت ان کے حواریوں میں ان کے ادوار تک رہی لیکن حضور ﷺ کے ساتھ محبت کا معاملہ آپ ﷺ کے دور میں بھی مثالی تھی اور آج بھی یہ محبت کسی بھی طرح کم نہیں ہوئی اور یہ تا قیامت رہے گی۔ ان شاء اللہ۔ کیونکہ یہ محبت معجزتاً اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے اندر رچا بسا دی ہے۔ مسلمان اور عشقِ رسولؐ الگ نہیں ہو سکتے۔ یہ لازم و ملزوم ہیں۔ میں نے ایک بالکل سیکولر مسلمان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر کوئی گستاخِ رسول ﷺ میرے سامنے آجائے تو میں بھی اس کو ماروں گا۔

رضاء الحق: یورپ کے ممالک بالخصوص سکینڈے نیوین ممالک کو ویلفیئر سٹیٹس کہا جاتا ہے اور مسلمان ان سے اُمیدیں بھی لگاتے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ممالک ان کے مذہبی تشخص کا خیال نہیں رکھیں گے کیونکہ یہ چیز ان کی ویلفیئر کا حصہ نہیں ہے۔ البتہ وہ آپ کی مالی مدد کر سکتے ہیں اور آپ کی دنیا کو تھوڑا آسان

بنادیں گے۔ اگر دیکھا جائے تو اس وقت تقریباً ساری دنیا کی معیشت اور سیاست یہودیوں کے کنٹرول میں ہے۔ نائن الیون سے پہلے ایسے واقعات ہوتے تھے لیکن بہت زیادہ سرعام نہیں ہوتے تھے۔ البتہ سوشل انجینئرنگ کا پلان ان کا پہلے سے موجود تھا۔ قاہرہ کانفرنس میں، بیجنگ کانفرنس میں یہ ایجنڈا موجود تھا۔ پھر بیجنگ پلس فائیو کانفرنسز ہوئیں۔ پھر اقوام متحدہ کی نگرانی میں یہ کانفرنسیں منعقد ہونا شروع ہوئیں۔ نائن الیون کے بعد عسکری لیول پر اور میڈیا کے ذریعے انہوں نے مسلمانوں کو خاص طور پر ٹارگٹ کرنا شروع کیا کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کے اندر سے عشق رسولؐ کو ختم کیا جائے اور ان کا تعلق قرآن پاک سے کم سے کم کیا جائے۔ اس کے بعد انہوں نے بالکل واضح طور پر کہنا شروع کر دیا کہ جو مسلمان قرآن و سنت سے مضبوط تعلق رکھتے ہیں وہ فنڈامنٹلسٹ اور دہشت گرد ہیں، لہٰذا ان کو ہم نے ختم کرنا ہے۔ اس لیے تو انہوں نے خودساختہ نائن الیون کا ڈرامہ رچا کر سب سے پہلے افغانستان پر حملہ کیا جہاں پر ایک اسلامی حکومت قائم تھی۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے مقاصد کے حصول میں بہت ساری کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ ہماری بظاہر ایک ہی کامیابی ہے جو افغان طالبان کی صورت میں ہے اور وہ ایک کونے میں ہے اور محدود ہے۔ لیکن انہوں نے جو حاصل کرنا تھا اس کے لیے انہوں نے پورے پورے ممالک تباہ و برباد کر دیے۔ پھر انہوں نے بلیک میلنگ ٹولز کے ذریعے اپنی معاشی پالیسیاں دوسرے ممالک پر مسلط کیں۔ جب ہم ریسرچ کر رہے تھے تو ایک خاص بات ہمارے علم میں آئی کہ سپین پر مسلمانوں نے تقریباً سات سو سال حکومت کی لیکن جب وہاں سقوط غرناطہ کا سانحہ ہوا تو اس کے بعد انہوں نے وہاں تمام مسلمانوں کو ختم کر دیا۔ وہاں مسلمانوں کو آباد ہونے یا کوئی مسجد بنانے کی اجازت نہیں تھی لیکن قادیانیوں کا لیڈر مرزا ناصر وہاں گیا تو انہوں نے اسے اپنا معبد بنانے کی اجازت دی۔ گویا وہ جانتے ہیں کہ قادیانی کون ہیں اور اصل مسلمان کون ہیں۔ کس کو اجازت دینی ہے اور کس کو نہیں دینی۔ بہرحال ان کا یہ پراسس پوری پلاننگ کے ساتھ چل رہا ہے اور اس کے تحت وہ مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں۔

سوال: کیا قرآن پاک کی توہین اور نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کے خلاف عالمی سطح پر قانون سازی کی ضرورت نہیں؟

رضاء الحق: پاکستان میں ناموس رسالت کے حوالے 295-C کی شق موجود ہے۔ پھر آئین میں دوسری شقیں بھی موجود ہیں کہ قرآن پاک اور نبی اکرم ﷺ کی توہین کرنے والے کو کیا سزا دینی چاہیے۔ لیکن یہ قوانین تحریری طور پر تو موجود ہیں، عملی طور پر ان کا نفاذ نہ ہونے کے برابر ہے۔ کیونکہ کیسز چلتے رہتے ہیں اور پھر ان کے فیصلے بھی آجاتے ہیں لیکن آج تک کسی کو قرار واقعی سزا نہیں دی گئی۔ عالمی سطح پر دیکھیں تو مسلمان ممالک متحد ہی نہیں ہیں۔ اگر وہ دین کو ترجیحی بنیادوں پر سامنے رکھیں تو انہیں کم سے کم ان دو ایشوز پر متحد ہونا چاہیے۔ لیکن ان کی اصل ترجیح اپنے ذاتی مفادات اور اپنے اقتدار کا تحفظ ہے۔ اس لیے وہ ان معاملات میں اکٹھے نہیں ہو رہے۔ یہاں تک کہ ایسے کیسز میں ہمارے مسلم ممالک کی طرف سے بہت کم آواز اٹھائی جاتی ہے۔ اس وقت مسلمان طاقت میں بھی نہیں ہیں۔ جی سیون، جی 20، اقوام متحدہ وغیرہ میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے کہ وہ اپنی بات منوا سکیں۔ خلافت عثمانیہ کے آخری دور میں حالانکہ اس وقت خلافت کمزور تھی لیکن جب برطانیہ میں ایک سٹیج ڈرامہ کے ذریعے توہین رسالت کی کوشش کی گئی تو سلطان عبدالحمید نے ان کو وارننگ دی تھی کہ اگر یہ کام کیا تو جہاد کا اعلان کردوں گا۔ چونکہ خلافت کی شکل میں مسلمانوں کی مرکزیت موجود تھی اس لیے انہوں نے ڈر کے مارے وہ ڈرامہ پیش نہیں کیا۔ اس وقت ہم ان کو کوئی وارننگ دینے کی پوزیشن میں بھی نہیں ہیں۔ بہرحال ہم اپنے حکمرانوں، اپنے اداروں اور پوری ریاست کو بھی اور باقی مسلم ممالک کو بھی یہی پیغام دیتے ہیں کہ خدارا! اس معاملے کے اندر آپ قدم اٹھائیں۔ اگر آپ نہیں اٹھائیں گے تو پھر آپ کے ساتھ وہی ہوگا جو ایسی قوموں کے ساتھ ہوا کرتا ہے جو ان معاملات میں آواز نہیں اٹھاتیں۔ اللہ کرے کہ وہ وقت جلد آئے کہ ہم اتنی طاقت میں ہوں کہ ان کو اینٹ کا جواب پتھر سے دے سکیں تاکہ وہ قرآن پاک اور نبی اکرم ﷺ کی توہین کرنے کا سوچ بھی نہ سکیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ دین ایک دن پوری دنیا پر غالب ہو کر رہے گا۔

سوال: قرآن کی توہین اور گستاخانہ خاکوں کے واقعات پر حکومت پاکستان اور مذہبی جماعتوں کی کیا پالیسی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس وقت مسلم حکمران بے بس ہیں۔ اگر باقی مسلم دنیا کو دیکھا جائے تو اس کے لحاظ سے پاکستان پھر بھی بہتر ہے کیونکہ پاکستان میں اس حوالے سے قوانین بھی موجود ہیں۔ پھر مذہبی جماعتیں اور عوام بھی احتجاج کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی گستاخی کے خلاف یہاں بہت اچھے کام ہوئے ہیں۔ ستر کی دہائی میں اس وقت کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا قانون پاس کیا۔ حالانکہ وہ ایک سیکولر آدمی تھے۔ اس میں مذہبی جماعتوں کا رول بھی تھا۔ اس کے بعد صدر ضیاء الحق مرحوم نے اس معاملے میں کافی کام کیا۔ پہلے آئین میں 295-C کی شق موجود نہیں تھی لیکن ضیاء الحق نے اپنے خصوصی اختیار کو استعمال کرتے ہوئے آئین میں اس شق کو شامل کروایا۔ پھر ان کے دور میں قادیانیوں پر بہت سی مزید پابندیاں لگائی گئیں۔ پھر حالیہ دور حکومت میں وزیراعظم عمران خان نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں اس موضوع پر کھل کر بات کی کہ یورپ میں نبی اکرم ﷺ کی توہین کی جاتی ہے۔ ہمارے لیے ان سے آگے کوئی نہیں ہے۔ حالانکہ ہولوکاسٹ کے معاملے میں آپ نے پابندی لگائی ہوئی ہے کہ کوئی بات بھی نہیں کرسکتا لیکن ہمارے نبی اکرم ﷺ کی گستاخی کے لیے آپ نے چھوٹ دی ہوئی ہے۔ پاکستان کی حیثیت دنیا میں بہت کمزور ہے، وہ ایک مقروض ملک ہے۔ لیکن پھر بھی پاکستان اس حوالے سے ہمت کرتا ہے۔ پاکستان کے قرض خواہ ہماری تمام حکومتوں پر بہت دباؤ ڈال چکے ہیں کہ 295-C کو ختم کیا جائے۔ اس حوالے سے امریکہ نے آخری وارننگ بڑے شدید الفاظ میں دی تھی۔ لیکن اس کے باوجود ہم نے 295-C کے ساتھ خاتم النبیین کے الفاظ کا اضافہ کروا کر امریکہ کو یہ پیغام دیا ہے کہ اس شق کو ختم کرنا ناممکن ہے۔ اللہ کرے کہ ہم اس پر قائم رہیں۔ بہرحال اگر ہم نے سیاسی، معاشی اور عسکری لحاظ سے طاقت حاصل نہ کی تو مستقبل میں ہماری کوئی بھی حکومت اس حوالے سے مغلوب ہوسکتی ہے۔ اس لیے کہ مقروض کے لیے قرض خواہ کے سامنے کھڑا رہنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ پاکستان تمام معاملات میں مستحکم ہوتا کہ وہ دشمنوں کو دنداں شکن جواب دے سکے۔ ہماری مذہبی جماعتیں اس معاملے میں جذباتی بیانات بہت دیتی ہیں اور اس کے ذریعے وہ پریشر ڈالتی ہیں اور اس کے علاوہ وہ کیا کرسکتی ہیں۔ کیونکہ یہ معاملہ عالمی لیول کا ہے ان کے پاس ایسی کوئی طاقت نہیں ہے کہ جس سے وہ ان کے منہ بند کرسکیں۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

فرید اللہ مروت

تاریخ کا رخ بدلنے میں جن خواتین نے اہم کردار ادا کیا ان میں سرِفہرست اور سنہری حروف سے لکھا گیا مقدس اسم گرامی ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ ؓ کا ہے۔ حضرت سیدہ خدیجہ ؓ عرب کی معزز ترین اور دولت مند خاتون ہونے کے ساتھ ساتھ علم و فضل اور ایمان وایقان میں بھی نمایاں مقام رکھتی ہیں۔

نام ونسب

خدیجہ نام، ام ہند کنیت، طاہرہ لقب، سلسلہ نسب کچھ اس طرح ہے: خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی، قصی پر پہنچ کر آپ کا خاندان رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ حضرت خدیجہ ؓ کے والد اپنے قبیلے میں نہایت معزز شخص تھے۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت زاہدہ تھا اور لوی بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھیں۔

نکاح

حضرت خدیجہ ؓ سن شعور کو پہنچیں تو اپنے پاکیزہ اخلاق کی بنا پر طاہرہ کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ باپ نے ان صفات کا لحاظ رکھ کر شادی کے لیے آپ کے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کو جو تورات وانجیل کے بہت بڑے عالم تھے، کو منتخب کیا۔ لیکن پھر کسی وجہ سے یہ نسبت نہیں ہوسکی اور ابو ہالہ بن بناش تمیمی سے نکاح ہوگیا۔ ابو ہالہ کے بعد عتیق بن عابد مخزومی کے عقد میں آئیں۔ اسی زمانہ میں حرب الفجار میں حضرت خدیجہ ؓ کے والد مارے گئے۔

تجارت

باپ اور شوہر کے مرنے سے حضرت خدیجہ ؓ کو سخت دقت واقع ہوئی۔ ذریعہ معاش تجارت تھی جس کا کوئی نگران نہ تھا۔ تاہم اپنے اعزہ کو معاوضہ دے کر مال تجارت بھیجتی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی شہرت ''امین'' کے لقب سے تمام مکہ میں تھی اور آپ ﷺ کے حسن معاملت، راست بازی، صدق ودیانت اور پاکیزہ اخلاق کا عام چرچا تھا۔ حضرت خدیجہ ؓ نے آپ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ ''آپ میرا مال تجارت لے کر شام کو جائیں جو معاوضہ میں اوروں کو دیتی ہوں آپ ﷺ کو دگنا دوں گی۔'' آنحضرت ﷺ نے قبول فرما لیا اور مال تجارت لے کر میسرہ (حضرت خدیجہ ؓ کا غلام) کے ہمراہ بصریٰ تشریف لے گئے۔ اس سال کا نفع سالہائے گزشتہ کے نفع سے کئی گنا زیادہ تھا۔

سیدہ خدیجہؓ کا خواب

حضرت خدیجہؓ کو حضور ﷺ سے شادی کا اشارہ خواب میں مل چکا تھا۔ ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ ''آسمان سے ایک بہت بڑا سورج اتر رہا ہے اور ان کے گھر کے آنگن میں آکر ٹھہر گیا ہے اور گھر کے در و دیوار کو روشن کر رہا ہے۔ پھر یہ روشنی سے نکل کر چاروں طرف پھیلنے لگی ہے۔ جس سے لوگوں کے دل اور آنکھیں یکساں مستفید ہو رہی ہیں اور اس کی روشنی کی شدت آنکھوں اور دلوں پر غلبہ پا رہی ہے۔'' (فتح الباری: 7 / 147)

سیدہ ؓ کا آنحضرت ﷺ سے نکاح

حضرت خدیجہ ؓ کی دولت وثروت اور شریفانہ اخلاق نے تمام قریش کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا اور ہر شخص ان سے نکاح کا خواہاں تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا۔ آنحضرت ﷺ مال تجارت لے کر ملک شام سے واپس آئے تو حضرت خدیجہ ؓ آپ ﷺ کی پاکیزہ سیرت اور دیانت داری سے بہت متاثر ہوئیں۔ انہوں نے نہایت عمدہ اور باعزت طریقے سے آپ ﷺ کو شادی کا پیغام بھیجا۔ حضور ﷺ نے منظور فرمایا۔ (طبقات: ج1، ص84)

شادی کی تاریخ مقرر ہوگئی۔ حضرت خدیجہ ؓ کے والد محترم اگرچہ وفات پاچکے تھے تاہم انہوں نے اپنے چچا عمرو بن اسد کو بلایا۔ سردار دو عالم ﷺ بھی اپنے چچا ابو طالب، حضرت حمزہؓ، ابو بکر صدیقؓ اور دیگر رؤسا کے ساتھ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ ؓ کے مکان پر تشریف لائے۔

حضرت ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ عمرو بن اسد کے مشورے سے 500 سو طلائی درہم مہر قرار پایا اور اس طرح حضرت خدیجہ ؓ ام المومنین کے شرف سے ممتاز ہوئیں۔

اس وقت آنحضرت ﷺ 25 سال کے تھے اور حضرت خدیجہ ؓ کی عمر 40 سال تھی۔ یہ بعثت سے 15 سال پہلے کا واقعہ ہے۔ (بحوالہ: صحیح بخاری)

حضرت خدیجہ ؓ کا قبولِ اسلام

شادی کے 15 برس بعد جب آنحضرت ﷺ کو پیغمبری ملی تو آپ ﷺ پر ایمان لانے والی سب سے پہلی ہستی حضرت خدیجہ ؓ تھی۔ حضرت خدیجہ ؓ نے صرف نبوت کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ آغاز اسلام میں آنحضرت ﷺ کی سب سے بڑی معین و مددگار ثابت ہوئیں، آنحضرت ﷺ کو جو چند سال تک کفار مکہ اذیت دیتے ہوئے ہچکچاتے تھے، اس میں بڑی حد تک حضرت خدیجہ ؓ کا اثر کام کر رہا تھا۔

فضائل ومناقب

ام المومنین حضرت خدیجہ ؓ کی عظمت وفضیلت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب فرض نبوت ادا کرنا چاہا تو فضائے عالم سے ایک آواز بھی آپ کی تائید میں نہ اٹھی۔ جزیرۃ العرب کی اس عالمگیر خاموشی میں صرف ایک آواز تھی جو فضائے مکہ میں تموج پیدا کر رہی تھی، یہ آواز حضرت خدیجہ ؓ طاہرہ کے قلب مبارک سے بلند ہوئی تھی، جو اس ظلمت کدہ کفر وضلالت میں انوار الٰہی کا دوسرا تجلی گاہ تھا۔

حضرت خدیجہ ؓ وہ مقدس خاتون ہیں جنہوں نے نبوت سے پہلے بت پرستی ترک کر دی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے جب نبوت کی صدا بلند کی تو سب سے پہلے انہوں نے ہی اس پر لبیک کہا۔ آنحضرت ﷺ اور اسلام کو اس کی ذات سے جو تقویت ملی وہ سیرت نبوی ﷺ کے ایک ایک صفحہ سے نمایاں ہے۔ ابن ہشام میں ہے:

''وہ اسلام کے متعلق آنحضرت ﷺ کی سچی مشیر کار تھیں۔''

غم گسار بیوی

دعوت اسلام کے سلسلے میں آپ ﷺ کو طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا تو حضرت خدیجہ ؓ نے آپ ﷺ

کو تسلی اور تشفی دی۔

جب پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ؐ ڈر گئے اور حضرت خدیجہ ؓ سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت خدیجہ ؓ نے کہا کہ ''آپ سچ بولتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، امانت گزار ہیں، مہمان نواز ہیں اور مصیبت کے وقت لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ اللہ آپ کو تنہا نہ چھوڑے گا۔''

''آنحضرت ﷺ کو مشرکین کی تردید یا تکذیب سے جو کچھ صدمہ پہنچتا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر دور ہو جاتا تھا، کیونکہ وہ آپ کی باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور مشرکین کے معاملہ کو آپ کے سامنے ہلکا کر کے پیش کرتی تھیں۔

7 نبوی میں جب قریش نے اسلام کو تباہ کرنے کا فیصلہ کیا تو یہ تدبیر سوچی کہ آنحضرت ﷺ اور آپ ؐ کے خاندان کو ایک گھاٹی میں محصور کیا جائے، چنانچہ ابوطالب مجبور ہو کر تمام خاندان ہاشم کے ساتھ شعب ابوطالب میں پناہ گزیں ہوئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ آئیں۔

تین سال تک بنو ہاشم نے اس حصار میں زندگی بسر کی یہ زمانہ ایسا سخت گزرا کہ درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے تھے۔ تاہم اس زمانہ میں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اثر سے کبھی کبھی کھانا پہنچ جاتا تھا۔

رب کا سلام

ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا برتن میں کچھ لا رہی ہیں، آپ ﷺ ان کو اللہ تعالیٰ کا اور میرا سلام پہنچا دیجئے۔

(بخاری: کتاب التوحید)

سیدہ رضی اللہ عنہا کی فراخدلی

شادی کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی جان، مال، سب کچھ حضور ﷺ کے قدموں میں نچھاور کیا اور حضور ﷺ کو مکمل اختیار تھا کہ وہ ان کا مال جس طرح مرضی استعمال کریں۔ آنحضرت ﷺ کو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی، لیکن وہ مکہ میں غلام کی حیثیت سے رہتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو آزاد کیا اور اب وہ کسی دنیاوی رئیس کے خادم ہونے کے بجائے شہنشاہ رسالت ﷺ کے غلام تھے۔

حضور ﷺ کی سیدہ رضی اللہ عنہا سے محبت

آنحضرت ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بے انتہا محبت تھی، آپ ؐ نے ان کی زندگی تک دوسری شادی نہیں کی، ان کی وفات کے بعد آپ ؐ کا معمول تھا کہ جب گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی سہیلیوں کے پاس گوشت بھجواتے تھے۔ حضور ﷺ اپنی زندگی میں حضرت خدیجہ ؓ کو اچھے لفظوں سے یاد کرتے تھے۔

حضرت عائشہ ؓ کا رشک

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ گو میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا، لیکن مجھ کو جس قدر ان پر رشک آتا تھا کسی اور پر نہیں آتا تھا، جس کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ ان کا ذکر خیر کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں غصے سے بولی کہ آپ ؐ کیا ہر وقت ایک بڑھیا کو یاد کیا کرتے ہیں جو مر چکیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سے اچھی بیویاں آپ کو دیں۔ آنحضرت ﷺ کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا اور فرمایا کہ ''ہرگز نہیں جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو انہوں نے تصدیق کی جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام لائیں، جب میرا کوئی معین نہ تھا تو انہوں نے میری مدد کی اور میری اولاد ان سے ہوئی'' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں صحیح بخاری اور مسلم میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔

افضل ترین عورت

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنتی عورتوں میں سب سے افضل سیدہ خدیجہ ؓ بنت خویلد، سیدہ فاطمہ ؓ بنت محمد ؐ، مریم بنت عمران اور آسیہ ؓ بنت مزاحم (فرعون کی بیوی) ہیں۔'' (مسند احمد)

ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، خدیجہ رضی اللہ عنہا آئیں تو فرمایا:

''ان کو جنت میں ایک ایسا گھر ملنے کی بشارت سنا دیجئے جو موتی کا ہوگا اور جس میں شور و غل اور محنت و مشقت نہ ہوگی'' (بخاری: کتاب العمرہ)

اخلاق و عادات

حضرت خدیجہ ؓ پاکیزہ اخلاق، بلند پایہ محاسن اور قابل رشک سیرت و کردار کی حامل تھیں۔ حضرت خدیجہ ؓ اپنی اولاد پر بہت مہربان تھی، امور خانہ داری سے واقف تھیں، گھر کا انتظام بہت اچھا چلاتی تھیں، انہی خوبیوں کی وجہ سے حضور ﷺ نے فرمایا: ((کَانَتْ اُمَّ الْعِیَالِ وَرَبَّةَ الْبَیْتِ)) ''وہ بچوں کی ماں اور گھر کی سربراہ تھیں۔''

حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم آپ ؓ کا شعار تھا اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے آپ ؓ اس کی تصدیق کرتی تھیں اور یہ حالت آپ ؐ کی بعثت سے پہلے بھی تھی اور بعثت کے بعد بھی۔

ذوقِ عبادت

اگرچہ حضرت خدیجہ ؓ کی زندگی میں پنج وقتہ نماز فرض نہیں ہوئی لیکن آپ ؓ نبی کریم ﷺ کے ساتھ پوشیدہ نماز پڑھا کرتی تھیں۔

اولاد

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہت سی اولاد ہوئی۔ پہلے شوہر ابوہالہ سے دو بچے پیدا ہوئے جن کے نام ہالہ اور ہند تھے۔ دوسرے شوہر یعنی عتیق سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس کا نام بھی ہند تھا۔ آنحضرت ﷺ سے چھ اولادیں ہوئیں دو صاحبزادے جو بچپن میں انتقال کر گئے اور چار صاحبزادیاں سب کے نام درج ذیل ہیں:

(1) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ۔ یہ آنحضرت ﷺ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ ان ہی کے نام پر آپ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ وہ صغر سنی میں ہی انتقال کر گئے جب بمشکل چلنا شروع ہوئے تھے۔ (2) حضرت زینب رضی اللہ عنہا یہ آپ ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ (3) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ انہوں نے نہایت کم عمر پائی۔ یہ چونکہ زمانہ نبوت میں پیدا ہوئے تھے اس لیے طیب اور طاہر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ (4) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا (5) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا۔ (6) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

(طبقات ابن سعد)

ام المؤمنین کا وصال

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد 25 برس تک زندہ رہیں۔ اور 11 رمضان 10 نبوی اور ہجرت سے تین سال قبل 64 سال 6 ماہ کی عمر میں اس فانی دنیا سے رخصت ہو کر عقبیٰ کی طرف رخت سفر باندھ کر مالک حقیقی سے جا ملیں۔

آنحضرت ﷺ خود ان کی قبر میں اترے اور اپنی سب سے بڑی غمگسار کو داعی اجل کے سپرد کر دیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر حجون میں ہے۔

یہ تھا اس خاتونِ جنت کا مختصر احوال جس نے اپنا تن من دھن سب کچھ سید عالم ﷺ پر نچھاور کر دیا تھا۔ ہماری خواتین کو بھی چاہیے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سیرت اپنا کر اپنی دنیوی اور اُخروی زندگی کو سنواریں۔

''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' اور حالاتِ حاضرہ (3)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

پہلا مشیر اس سوال کا جواب دیتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ اس نظم کا شاہکار (master piece) حصہ ہے:

ہوں، مگر میری جہاں بینی بتاتی ہے مجھے
جو ملوکیت کا اک پردہ ہو کیا اس سے خطر!
ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر

میں نے پوری دنیا کو دیکھا ہوا ہے اور میری جہاں بینی مجھے یہ بتاتی ہے کہ تم جس جمہوریت کو ملوکیت کا خاتمہ سمجھ رہے ہو وہ حقیقت میں خاتمہ نہیں ہے بلکہ ملوکیت ہی کی ایک جدید شکل ہے' لہٰذا اس سے کسی قسم کا خطرہ محسوس نہ کرو۔

انسانوں کی حاکمیت کا تصور' خواہ یہ حاکمیت شخصی ہو یا اجتماعی' قرآن کی رو سے شرک ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۱۱۱ میں فرمایا گیا: {وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ} یعنی ''حاکمیت (Sovereignty) میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے''۔ حاکمیت جمہور بھی اتنا ہی بڑا شرک ہے جتنا کسی انسان کی انفرادی حاکمیت۔ فرعونیت' نمرودیت اور عوامی حاکمیت میں نوعیت کے اعتبار سے کسی قسم کا کوئی فرق نہیں ہے۔ بقول اقبال: ؎

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری!

انسانی حاکمیت کا تصور ایک نجاست ہے۔ یہ نجاست نظامِ ملوکیت میں ایک شخص یعنی بادشاہ کے سر پر ٹنوں کے حساب سے ہوتی تھی جبکہ آج اسے تولہ تولہ' ماشہ ماشہ کر کے عوام پر تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے نجاست تو نجاست ہی رہے گی۔ ابلیس نے انسان کو خود شناس اور خود نگر ہونے یعنی اپنے حقوق کی آگاہی پر بادشاہت کو جمہوریت کا لبادہ اوڑھا دیا ہے۔ اعلیٰ جمہوری تصورات پر مبنی ریاستوں کے قائم ہونے کے باوجود انسان کی خود شناسی اور خود نگری کا سفر ابھی جاری ہے اور انسان اب بھی کسی اعلیٰ نظام کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ یہ خود شناسی اور خود نگری محمد عربی ﷺ کی عطا کردہ ہے' جسے اقبال نے یوں بیان کیا ہے: ؎

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو
آں کہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفیؐ او را بہاست
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیؐ است

یعنی دنیا میں جہاں کہیں نور نظر آتا ہے' کوئی خیر اور بھلائی دکھائی دیتی ہے یا لوگوں کے اندر کوئی امنگ اور امید کی کرن پیدا ہوتی ہے تو وہ نور محمد ﷺ کا مظہر ہے یا ابھی انسان اُس نور کی تلاش میں سرگرداں ہے۔

ابلیس کا پہلا مشیر مزید کہتا ہے:

کاروبارِ شہر یاری کی حقیقت اور ہے
یہ وجودِ 'میر و سلطاں' پر نہیں ہے منحصر

یہ کوئی بادشاہ یا میر و سلطان ہی کا کام نہیں کہ وہ بادشاہت کریں' بلکہ کاروبارِ شہر یاری یعنی ملوکیت اور حکومت کی حقیقت ہی اور ہے' اور وہ کیا ہے؟ اس کی وضاحت اگلے شعر میں کی گئی کہ:

مجلسِ ملت ہو یا پرویز کا دربار ہو
ہے وہ سلطاں' غیر کی کھیتی پہ ہو جس کی نظر!

خواہ اسمبلی' سینیٹ' کانگریس' پرویز کا دربار ہو یا کسی بھی بادشاہ کی عدالت' خواہ جمہوریت ہو' یا ملوکیت' اس کی حقیقت یہ ہے کہ برسر اقتدار طبقے کی نظر دوسروں کی کھیتیوں پر ہوتی ہے۔ ان کا کام لوگوں کو لوٹنا' ان کے حقوق کو غصب کرنا اور ان پر ظلم و ستم کرنا ہوتا ہے۔ پہلے کئی کئی بادشاہتیں تھیں' اب پوری دنیا ایک ہی بادشاہت کی زد میں آ چکی ہے اور اس کا نام ''گلوبلائزیشن'' ہے۔ اس نظامِ بادشاہت میں ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے ذریعے پوری دنیا کو سود کے شکنجے میں کسا جا چکا ہے اور انسان کے خون پسینے کی کمائیوں کو ہڑپ کیا جا رہا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ یہ سب کچھ جمہوریت کے نام پر ہو رہا ہے۔

اگلے شعر میں مغرب کے دل فریب جمہوری نظام کی حقیقت کشائی کرتے ہوئے کہا گیا:

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام؟
چہرہ روشن' اندروں چنگیز سے تاریک تر!

آج ہم مسلمان بھی مغرب کے جمہوری نظام سے بہت متاثر ہیں' کیونکہ ہمارے سامنے اُس کا روشن چہرہ پیش کیا جاتا ہے۔ ہمیں اس سے متاثر ہونے کی بجائے اس نظام کی حقیقت سے آگاہی کی ضرورت ہے' وہ نظام کہ جس کے جمہوری لبادے کے اندر چنگیزیت بھری ہوئی ہے۔ گلوبلائزیشن تو دنیا کے خون کو نچوڑنے کا منصوبہ ہے۔ اسے ہم تو نہیں سمجھ پائے مگر اہل مغرب جان چکے ہیں کہ یہ دنیا کا خون نچوڑنے کا استحصالی منصوبہ ہے جو یہودی شہ دماغوں کا تیار کردہ ہے۔ وہ اس کے ذریعے پوری دنیا پر اپنا غلبہ چاہتے ہیں اور اس مقصد کے لیے انسانیت کو حیوانیت کی سطح پر لے آنا چاہتے ہیں۔ ان کے پیش نظر یہ ہے کہ تمام انسان کام کریں اور ہم ان کی یافت کو بینکوں کے سود کی شکل میں کھینچ لیں۔ یہ بڑی بڑی ملٹی نیشنل کارپوریشنز اسی منصوبے کے ہتھیار ہیں۔ اس منصوبے کے جائزے کے لیے وہ کبھی سی ایٹل (Seattle)' کبھی ڈیووس (Davos) اور کبھی واشنگٹن میں جمع ہوتے ہیں۔ یورپ کے عوام باشعور ہیں۔ انہوں نے ہر جگہ پر گلوبلائزیشن کے خلاف عظیم مظاہرے کیے ہیں' جبکہ ہمارا حال یہ ہے کہ معلوم ہی نہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ اور ہماری حکومتیں بھی بغیر جانے بوجھے اور سمجھے عالمی استحصالی منصوبوں پر دستخط کرتی چلی جا رہی ہیں۔

مجلس کا تیسرا مشیر گویا ہوتا ہے: ؎

روحِ سلطانی رہے باقی تو پھر کیا اضطراب
ہے مگر کیا اس یہودی کی شرارت کا جواب؟
وہ کلیمِ بے تجلی! وہ مسیحِ بے صلیب
نیست پیغمبر ولیکن در بغل دارد کتاب!

مشیر کا خیال ہے کہ اگر ملوکیت باقی رہتی ہے تو پھر ہمیں پریشان اور مضطرب ہونے کی کوئی ضرورت نہیں‘ کیونکہ جمہوری نظام میں عوامی حاکمیت اور شہنشاہیت دونوں موجود ہیں۔ دوسرے مصرعے میں کیمونزم کے نظریے کو متعارف کرانے والی شخصیت جرمن نژاد یہودی کارل مارکس کی جانب اشارہ ہے۔ کارل مارکس ۱۸۱۸ء میں پیدا ہوا۔ کیمونزم کے نظریے کے ابلاغ پر جرمن حکومت نے اُسے جلاوطن کر دیا۔ چنانچہ جرمنی سے فرانس گیا‘ مگر وہاں بھی اسے پناہ نہ ملی۔ البتہ انگلینڈ نے اسے پناہ دے دی۔ یہاں اس نے کتاب ’’Das Kapital‘‘ لکھی۔ کارل مارکس اپنے نظریے کی بنیاد پر کسی ملک یا خطے میں انقلاب نہیں لا سکا‘ مگر اُس کی کتاب نے نوعِ انسانی کے دماغوں کو مسخر کیا اور انہیں تحریک دی۔ چنانچہ اسی کتاب میں دیے گئے نظریے کی بنیاد پر روس میں لینن نے بادشاہت کے نظام کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیا اور ایک خونی انقلاب کے نتیجے میں کیمونزم کے نظام کو نافذ کر دیا۔ مارکسزم یا کیمونزم انفرادی ملکیت کے تصور کی نفی پر مبنی نظام تھا۔ یعنی ہر چیز قومی ملکیت ہے۔ آپ کام کریں اور اجرت لیں‘ کھانے پینے کا بندوبست حکومت کے ذمے ہے۔ لیکن اس سے آگے آپ کا کوئی حق نہیں ہے کہ آپ کوئی جماعت بنائیں‘ کوئی تحریک چلائیں اور اپنی اجرت کو بڑھانے کا مطالبہ کریں۔ ظاہر ہے کہ یہ نظام غیر فطری انتہا پسندانہ تھا لہٰذا اسے بہرصورت ناکام ہونا تھا۔ چونکہ یہ نظام سود کی نفی پر مبنی بھی تھا‘ لہٰذا سرمایہ دارانہ نظام (Interest based capitalism) نے اسے اپنے لیے خطرہ سمجھا۔ بنابریں روس اور امریکہ کے درمیان طویل عرصہ تک سرد جنگ چلتی رہی‘ تا آنکہ ۱۹۷۹ء میں روس نے افغانستان پر یلغار کی تو سرمایہ دارانہ نظام کے امام امریکہ نے کثیر سرمایہ خرچ کر کے مجاہدین کو جدید ترین اسلحہ دیا‘ **سٹنگر** میزائل دیے‘ بڑی بڑی گاڑیاں دیں۔ چنانچہ افغان جہاد کے نام پر مسلمانوں نے جانیں دیں اور روس کو شکست سے دوچار کر کے کیمونزم کا خاتمہ کر دیا‘ جس نے سرمایہ دارانہ نظام کو چیلنج کیا تھا۔ ابلیس کا مشیر اپنی تشویش ظاہر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ نیا اشتراکی انقلاب آ رہا ہے۔ کہیں اس سے ہمارے محبوب سرمایہ دارانہ نظام کی جڑ نہ کٹ جائے اور ہمارے شیطنت کے پنجوں میں سے ایک پنجہ نہ ٹوٹ جائے۔

کیا بتاؤں کیا ہے کافر کی نگاہِ پردہ سوز
مشرق و مغرب کی قوموں کے لیے روزِ حساب
اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا طبیعت کا فساد
توڑ دی بندوں نے آقاؤں کے خیموں کی طناب!

مشیر اپنی تشویش ظاہر کرتے ہوئے مزید کہتا ہے کہ کیمونزم کے آنے سے انسان اپنے حقوق سے آگاہ ہو گیا ہے۔ وہ لوگ کہ جن کے سامنے ہم نے ان کی محرومیوں کو ان کی تقدیر بنا کر پیش کیا تھا‘ وہ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور اپنے آقاؤں کی جڑوں پر تیشہ چلا رہے ہیں اور بادشاہتوں کو جڑوں سے اکھاڑ پھینک رہے ہیں اور ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ظالموں کا یومِ حساب قریب آ گیا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ دنیا کے واحد سرمایہ دارانہ نظام کو پچھلی صدی میں چیلنج کرنے والا نظام کیمونزم ہی تھا‘ جو سیلاب کی طرح بڑھا تھا‘ جس سے مغربی سرمایہ دارانہ نظام اپنے گھر کے اندر خوف سے کانپ رہا تھا۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ سوویت یونین خلا کی تسخیر میں امریکہ کو پچھاڑ چکا تھا۔ کیمونزم کے مقابلے کے لیے امریکہ میں کروڑوں کی تعداد میں مذہبی کتابیں شائع کر کے انہیں پوری دنیا میں پھیلایا گیا اور تمام مذاہب کے پیروکاروں کو باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ کیمونزم تمام مذاہب کے خلاف بغاوت ہے۔ یہی نہیں بلکہ NATO، SEATO اور Cento جیسے ادارے بنائے گئے تاکہ کیمونزم کے سیلاب کو روکا جا سکے۔ امریکہ اور روس کے مابین نصف صدی پر محیط سرد جنگ کوئی مذہبی جنگ نہیں تھی‘ بلکہ دو معاشی نظاموں کی جنگ تھی۔ اس جنگ میں بالآخر چیلنج کرنے والا نظام (یعنی کیمونزم) شکست کھا گیا۔

اب چوتھا مشیر اظہارِ خیال کرتا ہے کہ ؎

توڑ اس کا رومۃ الکبریٰ کے ایوانوں میں دیکھ
آلِ سیزر کو دکھایا ہم نے پھر سیزر کا خواب
کون بحرِ روم کی موجوں سے ہے لپٹا ہوا
گاہ بالد چوں صنوبر‘ گاہ نالد چوں رباب

رومۃ الکبریٰ سے مراد عظیم رومی سلطنت (Great Roman Empire) ہے۔ اس کے عروج کا زمانہ بادشاہ جولیس سیزر کا عہد ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت بھی اسی بادشاہ کے دورِ حکومت میں ہوئی۔ عیسائی روایات کے مطابق اسی بادشاہ کے ایک گورنر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کیا تھا۔ ابلیس کا مشیر کہتا ہے اب پھر ہم نے سیزر کے خاندان کے ایک فرد ’’مسولینی‘‘ کو عظیم رومی سلطنت کے احیاء کا خواب دکھایا ہے۔ غریب لوہار کا بیٹا مسولینی ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے اندر ایک زعم تھا کہ رومی اونچی نسل اور بڑی طاقت ہیں‘ لہٰذا انہی کا حق ہے کہ حکومت کریں۔ بعد میں یہی زعم ہٹلر کے ذریعے جرمن قوم کے اندر پیدا ہوا کہ پوری دنیا پر حکومت کرنا ہمارا حق ہے۔ علامہ اقبال نے یہ نظم 1936ء میں لکھی تھی۔ اُس وقت تک ہٹلر ابھی منظر عام پر نہیں آیا تھا‘ مگر مسولینی اور ہٹلر کا عزم ’’فاشزم‘‘ ہی تھا۔ مسولینی نے عظیم رومی سلطنت کے احیاء کی کوشش کی اور اس مقصد کے لیے اس نے بہت بڑا بحری بیڑہ بنایا تھا۔ اس نے دنیا کے کئی ممالک کو فتح کیا۔ لیبیا کو فتح کرنے کے بعد وہ افریقہ میں مسلسل آگے بڑھ رہا تھا کہ 1943ء میں پارٹی میں بغاوت ہوگئی‘ جس کے نتیجے میں وہ قتل ہوگیا۔ مسولینی کے فاشزم کی وجہ سے اس پر تمام دنیا میں بہت تنقید ہوئی۔ علامہ اقبال نے ایک دوسرے مقام پر ’’مسولینی‘‘ کے عنوان سے لکھی گئی ایک نظم میں دنیا کی تنقید کے جواب میں اس کا موقف انتہائی لطیف انداز میں پیش کیا ہے: ؎

کیا زمانے سے نرالا ہے مسولینی کا جرم؟
بے محل بگڑا ہے معصومانِ یورپ کا مزاج
میں پھٹکتا ہوں تو چھلنی کو برا لگتا ہے کیوں
ہیں سبھی تہذیب کے اوزار! تو چھلنی میں چھاج
میرے سودائے ملوکیت کو ٹھکراتے ہو تم
تم نے کیا توڑے نہیں کمزور قوموں کے زجاج؟
یہ عجائب شعبدے کس کی ملوکیت کے ہیں
راجدھانی ہے‘ مگر باقی نہ راجہ ہے‘ نہ راج
آلِ سیزر چوبِ نَے کی آبیاری میں رہے
اور تم دنیا کے بنجر بھی نہ چھوڑو بے خراج
تم نے لوٹے بے نوا صحرا نشینوں کے خیام
تم نے لوٹی کشتِ دہقاں! تم نے لوٹے تخت و تاج
پردۂ تہذیب میں غارت گری‘ آدم کشی
کل روا رکھی تھی تم نے‘ میں روا رکھتا ہوں آج

(جاری ہے)

توڑا نہیں جادو میری تکبیر نے تیرا ...؟

محمد ندیم اعوان

رسول اللہ ﷺ نے تین سال خفیہ دعوت وتبلیغ کے بعد علانیہ طور جب لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے کا آغاز کیا تو سلیم القلب اور سلیم الفطرت افراد نے قبول کرنے میں تامل نہ کیا، لیکن مکہ کے دانشوروں (مشرکین مکہ) نے اسلام لانے والوں کو شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے اور اپنی دانشوروی کا رعب جھاڑنے کے لیے طرح طرح کے اعتراضات کیے، کبھی قرآن کو جھٹلایا تو کبھی معراج کا تمسخر اُڑایا اور کبھی مابعد الطبعیات کو عقل کے ترازو میں تولنے کی کوشش کرتے، تو جس چیز کو سمجھنے میں انسانی عقل ناکام ہو جاتی اُسے مسترد کر دیتے، مثلاً اُن کے ایک بنیادی اعتراض کو قرآن پاک نے یوں نقل کیا ہے ’’یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم صرف ہڈیاں اور خاک ہو کر رہ جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کر کے اُٹھائے جائیں گے‘‘ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’ان سے کہو ’’تم پتھر یا لوہا بھی ہو جاؤ، یا ایسی سخت چیز جس کا زندہ کرنا تمھاری عقل کے نزدیک محال ہو پھر بھی تم اُٹھ کر رہو گے، تو یہ لوگ ضرور پوچھیں گے، کون ہے جو ہمیں پھر زندگی کی طرف پلٹا کر لائے گا؟‘‘ جواب میں کہو ’’وہی جس نے پہلی بار تم کو پیدا کیا‘‘ (سورۃ بنی اسرائیل)۔ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلے کو عقلی و نقلی دلائل سے واضح تو کر دیا ہے، لیکن بظاہر عقل کے گھوڑے دوڑانے سے اس حقیقت کو دریافت کرنا ممکن نہیں تھا، چنانچہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے رہا نہ گیا اور ہمت کر کے اس کیفیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے استفسار کیا اور اللہ تعالیٰ نے طریقہ بتلا کر ابراہیم علیہ السلام کے حق الیقین کو عین الیقین میں بدل دیا۔

بحیثیت مسلمان ہر شخص جب قرآن پڑھتا ہے تو سینکڑوں ایسے مقامات سے گزرتا ہے، جہاں وہ اپنے حق الیقین کو عین الیقین میں تبدیل کرنے کی خواہش رکھتا ہے، خصوصاً جب وہ طالوت اور جالوت کے حالات ہوں، بدر کا واقعہ ہو، اُحد کا معرکہ ہو، یا پھر تاریخ میں قادسیہ کی جنگ ہو، مصر کی فتح ہو، قسطنطنیہ پر حملہ ہو، رومیوں کی سرکوبی ہو، ایرانیوں کی طرف پیش قدمی ہو، یا پھر اندلس کا کارنامہ ہو جہاں بربر نسل کے ایک عام سپہ سالار طارق ابن زیاد کی سرکردگی میں سات ہزار کے لشکر نے عیسائیوں کے دو لاکھ سے زائد لشکر کو شکست فاش دی اور وہاں اسلام کا جھنڈا گاڑھ کر اسلامی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔ ان تمام تاریخ ساز اور محیر العقول واقعات کو پڑھتے ہوئے ہر دور میں ایسے افراد موجود ہوتے ہیں، جن کے دل ایمان و یقین سے بھرے ہوتے ہیں، لیکن ابراہیم خلیل اللہ کی طرح بہ زبانِ حال میرے اللہ سے اطمینان قلبی کی خاطر سوال کرتے ہیں کہ اے اللہ یہ کیسی تیری قدرت ہے کہ تو بے سروسامان گروہ جن کے پاس اشیائے خورد نوش کی قلت ہو، اسلحہ نہ ہتھیار ہو، اسباب مفقود ہوں اور تعداد میں بھی اپنے مدمقابل کے عشر عشیر ہوں کو اُن کے مقابلے میں فتح عطا کر دیتا ہے، جو ہر قسم کے اسلحہ سے لیس، اسباب وسائل کی فراوانی، لاؤ لشکر سے بھرپور اور مالی اعتبار سے بے مثال ہوں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی نورانی فوج کے ذریعے نصرت کے تسلسل کو یوم الفرقان کے دن سے آج تک برقرار رکھا۔ تاہم آپ جہاں کہیں فضائے بدر کو برپا ہوتا دیکھیں گے، وہاں آپ اپنے حق الیقین کو عین الیقین میں بدلتا دیکھیں گے۔ اقبالؒ نے کن گہرے جذبات میں ڈھوب کر اس حقیقت کو یوں بیان کیا۔ فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو، اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی۔

انیسویں صدی کے وسط سے لے کر آج تک یعنی ایک سو اسی سالوں میں افغانستان کی سرزمین پر تین بڑی جنگیں لڑی گئیں۔ پہلی جنگ کا آغاز 7 اگست 1839ء کو اُس وقت ہوا، جب برطانیہ نے اپنے کاسہ لیس شاہ شجاع کو تخت پر بٹھایا اور افغانستان میں اپنی فوج اُتار دی، لیکن بالآخر 1842ء کو بیس ہزار لاشوں سمیت شکست خوردہ واپس ہوئی۔ تقریباً ڈیڑھ صدی بعد سوویت یونین اپنے توسیع پسندانہ عزائم کے ساتھ دسمبر 1979ء کو افغانستان پر حملہ آور ہوا، نو سال تک مسلسل لڑتا رہا اور بالآخر اپنے پندرہ ہزار سے زائد فوجیوں کو مروانے اور تقریباً چالیس ہزار سے زائد کو زخمی کروانے کے بعد جب عقل ٹھکانے آئی تو افواج کے مکمل انخلا کا فیصلہ کیا، جس کی ابتدا 15 مئی 1988ء کو ہوئی اور آخری شکست خوردہ قافلہ 15 فروری 1989ء کو جنرل بورس گروموف کی قیادت میں واپس چلا گیا، لیکن جاتے جاتے سوویت یونین ایسے بکھر گیا کہ خود ہی اپنے دست و بازو کاٹنے پر مجبور ہو گیا اور تمام مقبوضہ ریاستوں کو آزاد کر دیا۔ تیسری بڑی اور طویل ترین جنگ کا آغاز اُس وقت ہوا، جب ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی فلک بوس عمارت ملیامیٹ ہوئی اور جارج ڈبلیو بش نے اس افسانے کو بہانہ بناتے ہوئے زمین پر فرعون کی طرح اپنی خدائی کا اعلان کیا اور دنیا کو دو دھڑوں میں تقسیم کرتے ہوئے غرور و تکبر کے نشے میں چُور اپنے اتحادیوں کے ساتھ ’’گوند کے تالاب (یہ ملا عمر مجاھدؒ کی اصطلاح ہے)‘‘ میں کود پڑا، اور پھر تاریخ نے 28 فروری 2020ء کا دن بھی دیکھا کہ سُپر پاور کہلانے والی طاقتور ترین ریاست نے دہشت گرد قرار دینے والوں کے آگے گھٹنے ٹیک دیے اور امن کی بھیک مانگی۔

وہ داڑھی اور پگڑی والے جنھیں دنیا میں دہشت گردی اور نفرت کا استعارہ بنا کر پیش کیا گیا تھا، آج دنیا نے اُن کی حیثیت اور اسلامی تشخص کو نہ صرف تسلیم کیا، بلکہ امن کے لیے اُن کے وجود کو ناگزیر قرار دیا۔ اقبالؒ نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے ’’وہی ہے بندۂ حُر جس کی ضرب ہے کاری، نہ وہ کہ حرب ہے جس کی تمام عیّاری، ازل سے فطرتِ احرار میں ہیں دوش بدوش، قلندری و قباپوشی و کلہ داری، وجود انہیں کا طوافِ بتاں سے ہے آزاد، اُنھی کی خاک میں پوشیدہ ہے وہ چنگاری۔ یہ وہ دن تھا کہ ابراہیم خلیل اللہ کے فرزندان کو نصرت الٰہی پر عین الیقین کا تجربہ حاصل ہو گیا، یہ وہ دن تھا جس نے ایک بار پھر ’’کم من فئة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ‘‘ کی یاد تازہ کر دی، یہ وہ دن تھا جس نے ’’ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ‘‘ کے اعلان پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور یہی وہ دن تھا، جس میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ’’انتم الاعلون ان کنتم مومنین‘‘ ایک بار پھر سچ ثابت ہوا۔

کہاں ہیں وہ سیکولر و لبرل ادیب، صحافی، کالم نگار، شاعر و دانشور جنھوں نے اَسّی کی دہائی میں سوویت یونین کا بت تراشا، لیکن جب سوویت یونین نے افغانستان سے اپنا بوریا بستر گول کیا، تو اُنھوں نے سارا کریڈٹ آئی ایس

آئی اور امریکا کے کھاتے میں ڈال کر جدید ٹیکنالوجی کے بت کے آگے سجدہ ریز ہو گئے اور امریکا کو پوجنے لگے اور کہا کرتے تھے کہ طالبان کی حماقت اور خود غرضی نے افغانستان کے شہریوں کو امریکا کے ہاتھوں روند ڈالا ہے اور پورے خطے کا امن برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں، لیکن یہ چند دن تک بھی نہیں ٹِک سکیں گے، لیکن میرے اللہ کی تدبیر بھی کیا شاندار ہے، خبیث کو طیب سے علیحدہ کر کے مردِ مجاہد کو تن تنہا میدان میں کھڑا کر دیا اور طالبان کے بہ زبان حال اعلان کروایا کہ ”کہتا ہے زمانے سے یہ درویش جواں مرد، جاتا ہے جدھر بندۂ حق تو بھی اُدھر جا، ہنگامے ہیں میرے تری طاقت سے زیادہ، بچتا ہوا بنگاہِ قلندر سے گزر جا، میں کشتی و ملاح کا محتاج نہ ہوں گا، چڑھتا ہوا دریا ہے اگر تو تو اُتر جا، توڑا نہیں جادو مری تکبیر نے تیرا؟ ہے تجھ میں مکر جانے کی جرأت تو مکر جا، مہر و مہ و انجم کا محاسب ہے قلندر، ایام کا مرکب نہیں، راکب ہے قلندر“۔

افغان طالبان کی فتح نے ہمارے سیکولر و لبرل دانشوروں اور کالم نگاروں کی بصارت و بصیرت کو اُچک لیا ہے اور اُن کے گرد اندھیرا چھا گیا ہے، لہٰذا وہ اب اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ کسی نئے بت کو تراش سکیں، چنانچہ اب اُنھیں افغانستان کے مستقبل کی فکر ہونے لگی ہے اور بعض حضرات اپنی شرمندگی کو چھپانے کے لیے ”امن کی جیت اور جنگ کی ہار“ کا راگ الاپ رہے ہیں، کیونکہ وہ اپنے آقاؤں کی شکست پر انتہائی مضطرب اور بے قرار ہیں اور وہ اس حقیقت کو کسی بھی صورت تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں کہ ”امریکا اس جنگ میں ہار چکا ہے“۔ افغان طالبان نے امن معاہدہ پر اتفاق کے لیے جس شق کو بنیاد بنایا ہے وہ یہ ہے کہ تمام اداروں کو اسلامی شریعت کے اصولوں کے مطابق تشکیل دیا جائے گا، اس لیے یہ کہنا بجا ہو گا کہ یہ جنگ دراصل افغان طالبان اور امریکا کی جنگ نہیں تھی، بلکہ اسلام اور کفر کی جنگ تھی، جس میں اسلام غالب اور کفر مغلوب ہو چکا ہے، یہ جنگ دراصل حزب اللہ اور حزب الشیطان کی جنگ تھی، جس میں حزب اللہ کو فتح اور حزب الشیطٰن کو ذلت و رسوائی کے ساتھ شکست ہو چکی ہے، یہ جنگ دراصل حق اور باطل کی جنگ تھی جس میں حق چھا گیا اور باطل فنا ہو گیا، یہ جنگ دراصل ”نیو ورلڈ آرڈر“ اور طاغوت اکبر کے خلاف عالمی نظام عدل کے قیام کے لیے جدوجہد کی جنگ تھی، جس میں طاغوت کو جھڑ سے اُکھاڑ پھینک دیا گیا ہے، چنانچہ یہ چنگاری بھڑک اُٹھی ہے، محدث دہلوی امام شاہ ولی اللہؒ کے فلسفے فک کل نظام (تمام مروجہ نظاموں کا خاتمہ) کی ابتدا ہو چکی ہے اور آخر کار وہ خواب جس کا ذکر اُنھوں نے ”فیوض الحرمین“ میں کیا ہے شرمندۂ تعبیر ہو چکا ہے، اب بس اُس پیشن گوئی کی تکمیل باقی ہے جسے قرآن پاک نے یوں بیان کیا ہے ”وہی تو ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر تاکہ غالب کر دے اسے تمام ادیان (مروجہ نظاموں) پر خواہ یہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار گزرے“۔

دینی جماعت کے ایک مخلص کارکن کی
نفاذ اسلام کے لیے تجویز

ہمارے ملک میں پانچ مختلف مسالک موجود ہیں۔ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث، اہل تشیع اور تحریکی جماعتیں۔ ہر مسلک کے اندر مزید تقسیمیں بھی موجود ہیں۔ لہٰذا ہر مسلک میں سے پانچ پانچ بڑی جماعتوں کے سربراہان کو منتخب کر کے ایک اجلاس لاہور میں بلایا جائے۔ جس کی میزبانی کا شرف کوئی بھی جماعت ترجیحاً جماعت اسلامی یا تنظیم اسلامی حاصل کرے۔ اس اجلاس میں تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر شریعت کے جو 90 فیصد متفق علیہ احکام ہیں ان کے پاکستان میں نفاذ کے لیے مطالعاتی لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ حکومت پر قابض انتہائی قلیل لیکن بااثر سیکولر طبقہ شرافت سے شریعت کے نفاذ کے مطالبے کو کبھی بھی تسلیم نہیں کرے گا۔ اس کے لیے انتہائی پُرامن لیکن بھرپور عوامی طاقت کا مظاہرہ کرنا ہو گا۔

اجلاس میں طے کیا جائے کہ ماہ نومبر کی کسی تاریخ کو صبح 10 بجے مینار پاکستان لاہور میں عظیم الشان اجتماع رکھا جائے جس میں تمام جماعتوں کے سربراہان جمع ہوں۔ جماعتوں کے سربراہان اپنے اپنے مسلک کے کارکنوں، طالب علموں، اساتذہ، عوام کے تمام طبقوں سے لوگوں کو اس اجتماع میں جمع ہونے کی ترغیب و تشویق اور جہاں ممکن ہو حکم دیں۔ یہ طے کریں کہ یہ اجتماع کم از کم دس لاکھ افراد کا ہو گا۔ یہ تعداد بظاہر بہت بڑی محسوس ہوتی ہے لیکن اگر تمام جماعتیں خلوص دل سے اللہ کی شریعت کے نفاذ کے لیے پوری کوشش کریں تو یہ ناممکن نہیں ہے۔ اگر تبلیغی جماعت اپنے سالانہ اجتماع میں دس لاکھ افراد کو جمع کر سکتی ہے، جماعت اسلامی ملین مارچ کر سکتی ہے۔ اسی طرح باقی جماعتیں بھی بڑے بڑے اجتماعات کرتی ہیں جن میں لاکھوں لوگ جمع ہوتے ہیں تو یہ سب جماعتیں مل کر دس لاکھ لوگوں کو جمع کیوں نہیں کر سکتیں؟ تمام جماعتیں ایک ہی سیاہ رنگ کا جھنڈا جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا استعمال کریں۔ اس اجتماع کا ایجنڈا ایک نکاتی ہو۔ یعنی ہم دس لاکھ پاکستانی پاکستان میں شریعت کے نفاذ کا پُرزور مطالبہ کرتے ہیں۔ ہمیں اقتدار نہیں چاہیے۔ ہمیں صرف شریعت چاہیے۔ اس لیے کہ اللہ ذوالجلال کا سورۃ المائدہ میں فیصلہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی لوگ کافر ہیں، وہی لوگ ظالم ہیں، وہی لوگ فاسق ہیں۔

حکومت کو کہا جائے کہ ایک ماہ کی مہلت دیتے ہیں ایک ماہ میں یہ کام ہونا چاہیے۔ شریعت کے نفاذ کے کام میں مدد کرنے کے لیے ہم تیار ہیں۔ تمام مسالک کے 31 علماء کے متفقہ 22 نکات کا حوالہ دیا جائے۔ ایک ماہ گزرنے کے بعد اگر کوئی پیش رفت نظر نہ آئے تو دوسرا بڑا اجتماع اسلام آباد کے کھلے میدان میں رکھا جائے اور وہاں پھر یہی مطالبہ انتہائی پُرامن طریقہ سے دہرایا جائے۔

ہر مسلک کے علماء میں سے ایک ایک نمائندہ منتخب کروا کر ایک پانچ رکنی سپریم کونسل قائم کی جائے۔ جو اس پورے پروگرام کی نگرانی کرے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے اُمید ہے کہ اس لائحہ عمل کو اختیار کرنے سے ہم پاکستان میں نفاذ شریعت کے کام میں بڑی پیش رفت کا ذریعہ بن جائیں گے۔ السعی منا والاتمام من اللہ۔

ایمان کی سلامتی

ڈاکٹر محمد آصف احسان

الوصایا قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں اسلامی شریعت کے علوم و معارف اور محاسن و محامد پر مبنی مکتوبات کا سلسلہ ہے۔ ان مکاتیب کو راقم (جو برطانیہ کی ڈرہم یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی ہیں) افادہ عام کی خاطر درجہ بدرجہ ضبط تحریر میں لا رہے ہیں۔

بہت بابرکت ہے وہ ذات جس کی تدبیر کامل، حکمت بے عیب اور قدرت بے پایاں ہے۔ وہ حکم دے تو سر بہ فلک پہاڑ ملیامیٹ ہو جائیں، جاہ و حشم کے پیکر گدا بن جائیں اور سمندر میں موجوں کا زور دہکتے ہوئے ریگستان میں بدل جائے۔ اللہ جل شانہ صرف ایک دفعہ حکم دیتے ہیں اور وہ یوں نافذ ہوتا ہے جیسے پلک جھپکنا۔ بلند درجات اور عرش والے رب پر اس حقیر فقیر کی جان قربان!

میں نے غور و فکر کیا تو بھید کھلا کہ انسان کا ارادہ کمزور اور عزم ناپختہ ہے۔ بدی سے نفرت اور نیکی پر استقامت ہو تو کیا خوب ہے لیکن گناہوں کی لذتیں دل فریب اور ان کے راستے خوش نما ہیں۔ پھر نفس کی چال یہ ہے کہ ہر وقت شکار کی تاک میں ہے۔ جس کا ایمان واجبی اور دل خالق کی یاد سے غافل ہو ابلیس کے لیے اسے زیر کرنا زیادہ مشکل نہیں۔ نفس کا حقیقی معرکہ اس شخص سے پڑتا ہے جس کا باطن پاکیزہ اور ضمیر خدا شناس ہو۔ ابلیس جانتا ہے کہ ایسے شخص کو سیدھے سبھاؤ گناہ کی ترغیب دے کر پھنسانا آسان نہیں۔ چنانچہ وہ عیاری کے ساتھ دام بچھاتا ہے:

کبھی وہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کی امید دلاتے ہوئے گناہ کرنے پر اکساتا ہے اور اس کے عذاب سے بے خوف کر دیتا ہے۔

کبھی وہ انسان کو گناہ کے بظاہر اچھے نتائج اور بہتر ثمرات کا جھانسا دیتا ہے۔ جس طرح کہ شیطان نے آدم علیہ السلام سے کہا تھا: ''کیا میں تمہاری راہ نمائی کروں کہ ابدی زندگی والے درخت اور غیر فانی سلطنت کو حاصل کرنے کا گر کیا ہے؟'' (طٰہٰ)

کبھی وہ انسان کو حالات و ضروریات کی باطل تاویلات و توجیہات کرنے پر مجبور کرتا ہے اور اس سے کہتا ہے: ''مصلحت اسی میں ہے کہ تم گناہ کرو!''

کبھی وہ انسان کو جلال و اکرام والے رب کی محبت و معرفت سے بے پروا کر دیتا ہے اور اس سے بڑی کون سی حرماں نصیبی اور محرومی ہوگی کہ انسان اپنے پالن ہار کی پہچان اور اس کے قرب سے بے نیاز ہو جائے۔

میرا خیال تھا ہدایت پانے کے لیے کسی صالح اور نیکوکار شخص کی رفاقت و قربت ضروری ہے لیکن میں نے دیکھا کہ نوح علیہ السلام کا بیٹا، ابراہیم علیہ السلام کا باپ، لوط علیہ السلام کی بیوی اور ہادی عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابولہب الحاد و کفر پر کاربند اور بتوں کے پجاری تھے حالانکہ یہ سب جلیل القدر انبیاء و رسل کے قرابت دار تھے۔

پھر میں نے سوچا جس شخص کے دل و دماغ میں بچپن سے شرک کی غلاظتیں انڈیلی گئی ہوں اس کا حق کی طرف مائل ہونا محال ہے لیکن میں نے دیکھا کہ خالد بن ولید، عکرمہ بن ابی جہل اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کیا اور بعد میں ان کی تلواریں اللہ کے دین کی سربلندی کی خاطر مستقل بے نیام رہی حالانکہ ان سب کے باپ عہد رسالت کے نامی گرامی مشرک تھے۔

میرے دل میں آیا کہ جن لوگوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور مبارک میں آنکھ کھولی اور اسلام قبول کیا ان کا تو نصیب کھل گیا لیکن میں نے دیکھا کہ ابن خطل اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا۔ فتح مکہ کے موقع پر وہ غلاف کعبہ کے ساتھ لپٹا ہوا تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا۔

میں نے ذہن لڑایا کہ حکمت و دانش، علم و فہم اور عبادت و ریاضت رب تعالیٰ کی عظیم نعمتیں ہیں۔ جو شخص ان سے بہرہ مند ہوا اس کے لیے دینی احکام کو سمجھنا، نیکی پر ثابت قدم رہنا اور باری تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا کتنا سہل ہوگا لیکن میں نے دیکھا کہ بنی اسرائیل کے عالم بلعم بن باعوراء نے چند ٹکوں کے عوض اپنا دین و ایمان بیچ دیا۔ میں نے فلاسفہ کی کتابوں میں پڑھا کہ عالم قدیم ہے، خالق کائنات کا علم محدود ہے اور قیامت کے روز صرف روحوں کا حشر ہوگا، جسموں کا نہیں۔

ہر طرح کی حمد و ثنائے سرمدی اللہ عزوجل کو زیبا ہے جس نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے حقائق کا پردہ چاک کیا اور صراط مستقیم کی طرف رہبری کی۔ میں نے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیث پڑھی جس نے تمام افکار و خیالات اور سوالات و وساوس کی تشفی کر دی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''بنی آدم کے دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ وہ انھیں جس طرح چاہتا ہے (ہدایت یا ضلالت کی طرف) پھیر دیتا ہے۔''

میرے عزیز! غور کریں کس قدر عظیم حقیقت اور لطیف نکتہ ہے کہ ایمان کی سلامتی اور ہدایت پر استقامت کا انحصار اولیاء کی معیت، معاشرے کی سلامت روی اور عقل و زہد کی کثرت پر نہیں بلکہ ان کا دارومدار پروردگار عالم کے فضل و کرم پر ہے۔ وہ جس کو چاہے ہدایت دے اور جس کو چاہے گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دے۔ جنت کے خازن کا نام ''رضوان'' اور جہنم کے داروغہ کا نام ''مالک'' ہے۔ اس حقیقت سے اپنی طبیعت کو یکسو اور مزاج کو پختہ کر لیں کہ ہمارے دلوں کا محافظ و نگہبان کوئی فرشتہ نہیں بلکہ خود رحمٰن کی ذات ہے۔

عبادت کے کمال، عقل کے عروج اور علم کی گہرائی سے مستغنی ہو کر حق تعالیٰ کی چوکھٹ پہ عجز و ندامت کے ساتھ اپنا ماتھا ٹیک دیں۔ وہ عزت و جبروت کا مالک ہے جب چاہے کسی متصل کا رابطہ منقطع کر دے اور جب چاہے کسی بچھڑے ہوئے کو اپنا بنا لے۔

❁❁❁

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

"مسجد جامع القرآن گلشن سحر قاسم آباد حیدر آباد" میں

04 تا 10 اکتوبر 2020ء

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی وملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔

رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

09 تا 11 اکتوبر 2020ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء ومعاونین تربیتی ومشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء

اور امراء ونقباء ومعاونین متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-2168072/022-2106187

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)35473375-78

ضرورت رشتہ

☆ لاہور کی رہائشی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 33 سال، تعلیم، ایم۔اے، انگلش، پرائیویٹ ٹیچر، کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ اور برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0334-4353637

☆ رفیق تنظیم کے بیٹے عمر 26 سال، تعلیم ماسٹر ان سول انجینئرنگ (اٹلی) قد 5 فٹ 6 انچ، ذات شیخ، اٹلی میں جاب، صوم وصلوٰۃ کا پابند، کے لیے ترجیحاً لاہور کی رہائشی تعلیم یافتہ دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0300-4701016

☆ رفیق تنظیم کی بیٹی، عمر 23 سال، قد 5 فٹ 4 انچ، تعلیم پروڈکشن اینڈ ڈیزائن انجینئرنگ (UET)، باپردہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند شیخ فیملی کے لیے ترجیحاً لاہور کے رہائشی دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-4701016

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(3 تا 9 ستمبر 2020ء)

جمعرات (03 ستمبر 2020ء) کو دارالاسلام مرکز میں مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر ناظم زکوٰۃ سے مفصل ملاقات رہی۔ بعد ازاں نائب امیر اور ناظم اعلیٰ سے بعض تنظیمی امور کے حوالے سے ملاقات رہی۔ رات کو کراچی واپسی ہوئی۔

جمعہ (04 ستمبر 2020ء) کو جامع مسجد شادمان کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ رات کو کراچی شمالی کے اجتماع میں رفقاء سے سوال وجواب کی نشست کے بعد خطاب کیا اور بیعت مسنونہ ہوئی۔

ہفتہ (05 ستمبر 2020ء) کو طے شدہ پروگرام کے مطابق اسلام آباد روانگی ہوئی۔ 2 سابقہ مقامی امراء نے فیض آباد مرکز میں اجتماعی ملاقات کی۔ شام کو دو تحریکی احباب سے ملاقات کی۔ صدر انجمن خدام القرآن اسلام آباد اور ان کے تین معاونین کے ساتھ ملاقات کی جس میں قرآن فہمی کورس کے حوالے سے گفتگو ہوئی۔ رات ڈاکٹر ضمیر اختر خان صاحب کے ہاں قیام رہا۔

اتوار (06 ستمبر 2020ء) کو حلقہ پنجاب شمالی اور اسلام آباد کے رفقاء سے خطاب کیا اور بیعت لی۔ سوال وجواب کی نشست ہوئی جو ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔ دوپہر 02:30 بجے کھانے پر پروگرام ختم ہوا۔ شام کو دو ریٹائرڈ اہم ذمہ داران سے تعلیمی اداروں میں قرآنی نصاب رائج کرنے اور انسداد سود کے حوالے سے ملاقات کی۔ تاخیر کی بنا پر رات کو ڈاکٹر ضمیر اختر خان صاحب کے ہاں قیام کیا اور اگلی صبح کراچی کے لیے روانگی ہوئی۔

منگل (08 ستمبر 2020ء) کی رات حلقہ کراچی وسطی کے اجتماع میں رفقاء سے بیعت مسنونہ ہوئی۔

بدھ (09 ستمبر 2020ء) کی صبح لاہور آمد ہوئی۔ دارالاسلام مرکز میں حافظ نذیر احمد ہاشمی صاحب سے ملاقات کی۔ بعد نماز ظہر عصر تک ناظم زکوٰۃ اور ناظم تعلیم وتربیت سے نائب امیر کے ہمراہ ملاقات رہی۔ بعد نماز عصر ناظم اعلیٰ اور نائب امیر سے ملاقات رہی۔ مغرب کے بعد حلقہ لاہور غربی کے امیر اور ان کے ناظم دعوت سے ملاقات کی۔ انہوں نے کچھ مشورے دیے جو تحریراً بھیجنے کا کہا ہے۔

کراچی قیام کے دوران علم فاؤنڈیشن اور ریکارڈنگ کی مصروفیات رہیں۔ نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

دعائے مغفرت

إنا لله وإنا إليه راجعون

☆ بہاولنگر، فقیر والی کے رفیق تنظیم ماسٹر عبدالسلام کے داماد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0306-7869672

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَاَدْخِلْهُ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol: 29 Regd. No. C.P.L NO.114 No.31

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore